بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

صدائے صادق

مُسلمانون کی ترقّی کے حقیقی وسائل

مفتی محمد صادق صاحب اڈیٹر اخبار بدر قادیان کا لیکچر جو میان رحمت اللہ صاحب احمدی وکیل لاہور کے مکان واقعہ اندرون بھاٹی دروازہ - ۲۱ مئی ۱۹۱۳ء کی شام کو بصدارت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ہُوا اور ڈاکٹر صاحب موصوف اور میان رحمت اللہ صاحب نے اپنے خرچ سے چھپوا کر مفت تقسیم کیا ٭

حمد اللہ سلام ہے۔ اور اُس کی حمد ہو کہ اُس نے اپنے فضل سے ہم کو اسلام عطا کیا - اور صلوٰۃ اور سلام ہو اُس کے پیارے رسُول پر جس نے اسلام ہم کو سکھلایا ٭

اللّٰھُمّ انت السلام ومنک السلام والیک یرجع السلام حیینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام - تبارکت ربنا وتعالیت یا ذوالجلال والاکرام

باعثِ تقریر مُعزّز صاحبان! آج مین اِسواسطے یہان کھڑا ہُوا ہون کہ اپنے بعض احباب کی فرمایش کی بجا آوری مین - آپ کے سامنے اور پھر بذریعہ تحریر جہان تک خدا تعالیٰ کو منظور ہو کہ یہ کلام پہنچ سکے دوسرے اصحاب کے سامنے اِس مضمون پر اپنے خیالات فائدہ عام کی نیت سے پیش کرون کہ اس زمانہ مین مسلمانون کی ترقّی کے حقیقی وسائل کیا ہیں ٭

مَینے اس کام کو اپنی خواہش اور ارادے سے اپنے ذمّے نہین لیا بلکہ ہمارے مُکرّم دوست میان رحمت اللہ صاحب وکیل کی درخواست کی قبولیت مین میرے مہدی و مُرشد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کا ارشاد بلدۃ الاسلام قادیان سے مجھے آیا ہے کہ مین یہان ایک وعظ کرون - اور یہان کے احباب نے یہ تجویز کیا ہے کہ یہ وعظ اِس مضمون پر ہو -

دُعا سو مین سب سے اوّل سلام المؤمن المھیمن العزیز الجبار المتکبر - قدیم - رحیم القادر - ربّ کے حضور مین دُعا کرتا ہون کہ وہ اِس تقریر و تقریر مین اپنی برکات نازل فرمائے - اور اسمین وہ پاک تاثیرات ڈالے جو دلون کو پاک کرین اور حقیقی عملی نیکی کی راہ پر مخلوق کو لا دین ٭

قیاسات متعلّق ترقّی پیارے مُسلمانو! حبیبِ خدا کے نام لیوو! آج کیا مسلم اور کیا غیر مسلم ساری دنیا اس مسئلہ کے حل کی طرف متوجہ ہو رہی ہے کہ مُسلمانون نے کیون زوال پکڑا - اور وہ کس طرح پھر ترقی پا سکتے ہین - کوئی تو خیر خواہی سے قلم اُٹھاتا ہے - اور ہمارے نشو و نما کے وسائل پیش کرتا ہے اور کوئی بدخواہی سے ہماری موجودہ حالت سے فال بدلیتا ہے - اور ہمارے مر جانے اور مٹ جانے کی پیشگوئیان کرتا ہے - پھر جو خیر خواہ ہیں - مین ان کی نیت پر حملہ نہیں کرتا - دلون کا دیکھنے والا اللہ ہے - پر یہ کہون گا کہ ان مین سے اکثر کی نگاہین دُور بین

(انوار احمدیہ مشین پریس قادیان)

وہ قریب[۱] کی دنیا پر عاشق ہو رہے ہیں۔ اور حقیقت حال سے بے خبر ہیں۔ پھر ان کی بھی دو[۲] قسمیں ہیں۔ ایک وہ ہیں جو غیر قوموں کی ظاہری چمک کے ایسے فریفتہ ہوئے ہیں کہ اُس کی اپنے دین کو بھی چھوڑنا چاہتے ہیں اور دوسرے وہ ہیں جو اپنے نفس کی خواہش کے مطابق دین میں تبدیلی کرنا چاہتے ہیں۔ نمازوں کی پابندی کو تضیع اوقات جانتے ہیں۔ دُعا کو ایک بے فائدہ کام خیال کرتے ہیں۔ شریعت کے آداب کو وحشیانہ زمانہ کی رُسومات تبلاتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے سُود نہ کھانے سے مُسلمانوں کا زوال ہے اور نہیں جانتے کہ سب سے زیادہ سود خواری کی دولت کمانے والے تو آج یہودی ہیں۔ پھر انھوں نے کونسی ترقی دنیا میں کر لی ہے۔ اور اہل عرب اسلام سے قبل سُود خوار تھے۔ سُود چھوڑ کر اُنہوں نے کونسا نقصان اُٹھا لیا تھا کوئی کہتا ہے کہ عورتوں کا پردہ ہماری ترقی کا مانع ہے۔ پردہ تاریخ[۲] اسلام کو اُٹھا کر نہیں پڑھتے۔ کہ پردہ نے اہل اسلام کو کس پاکیزگی اور طہارت میں ہمیشہ رکھا۔ اور جب مسلمان مشرق و مغرب کے فاتح بنے تو اس وقت ہماری با عصمت عورتیں پردہ میں رہتی تھیں یا ان کی بے پردگی نے ہم کو وہ فتوحات عطاء کی تھیں۔ پھر بعض وہ ہیں جو اچھی باتوں پر زور دیتے ہیں پر وہ باتیں فروعی ہیں وہ درختِ اسلام کی جڑیں نہیں پر شاخیں ہیں۔ میرے دوستو۔ میں جانتا ہوں کہ پتّوں پر پانی ڈال کر تم چند منٹ کے لئے پتّوں کو خوشنما بنالو گے۔ پر یہ خوبصورتی کب تک قائم رہے گی۔ چاہیئے کہ جڑھ کو پانی دو تاکہ سارا درخت تر و تازگی اختیار کرے۔ پتّے خود ہی اپنا رنگ لائیں گے اور شگوفے میٹھا پھل نکالینگے

راز کہاں ہے؟

مُسلمانوں کی ترقی کا راز تلاش کرنے کے واسطے نہ تمہیں صدہا روپے خرچ کرکے یورپ کے اس پار جانے کی ضرورت نہیں اور جاپان کو نیا اُستاد بنانے کی احتیاج ہے نہ جرمن اور فرانس کے پالیٹکس کا مطالعہ لازمی ہے اور نہ برادرانِ وطن کے خوش و خروش کے نقل کی ضرورت ہے۔ خدائے علیم و حکیم نے تمہارا نام **مسلم** رکھا ہے تو اوس نے تمہاری ترقی کے سارے راز بھی اسی لفظ مسلم کے اندر رکھ دئے ہیں۔ اگر تم مسلم کہلاتے ہو تو مسلم **بن جاؤ**۔ اور پھر دیکھو کہ تمام ترقیاں تمہارے آگے دست بستہ غلام کی طرح تمہارے حکم کو ملنے کے واسطے طیار ہیں۔ خدا کا کلام سچ ہے۔ اور اس کی تاثیر حق ہے پر خالی لفظ کچھ چیز نہیں اور اسلام جنتر منتر کا قائل نہیں۔ الفاظ اجسام اور ان پر حقیقی عمل[۱] اُن کی رُوح ہے۔ بغیر رُوح کے جسم مُردہ ہے،

دنیا[۱] کی مثال

دنیا کے لفظ کا ذکر آیا ہے تو اس امر کا واضح کر دینا فایدہ سے خالی نہ ہوگا کہ یہ ایک عربی لفظ ہے۔ اور اس کے معنے ہیں قریب کی شے۔ جو لوگ عاقبت اندیش نہیں ہوتے۔ وہ قریب کے فائدے کے پیچھے پڑتے ہیں۔ اور اصلی اور حقیقی فائدہ سے محروم رہ جاتے ہیں۔ دنیا اور عاقبت کی مثال ایسی ہے۔ جیساکہ ایک چھوٹے بچے کو قریب کے فایدہ کے خیال سے کہ وہ پڑھنے کی تکلیف سے بچ جائے۔ اور کھیلنے کودنے کی خوشی حاصل کرے۔ کوئی شخص مدرسہ میں داخل نہ کرے تو یہ قریب کی خوشی اُسے حاصل ہو جائیگی۔ مگر انجام اس کا بہت خراب ہے۔ وہ تمام کام جو نیک اور فائدہ مند ہیں انکے ابتداء میں تکلیف ہے۔ مگر تکلیف کی میعاد تھوڑی ہے اور بعد میں آرام ہے اور اُسکی میعاد لمبی ہے برخلاف اس کے بدی کے کاموں کا آرام اور خوشی پہلے ہے۔ اور تھوڑی ہے مگر اُس کا دُکھ پیچھے آتا ہے اور وہ بہت لمبا ہے۔ یہی حال انبیاء اور اُس کے ساتھیوں کا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند سال کی زندگی میں دُکھ اُٹھایا۔ اُس وقت ابو جہل جیسے کفار خوش تھے اور آنحضرت کو دُکھ دے کر ہنستے تھے۔ مگر آنحضرت[صلعم] کے ابتدائی تکلیف کے سال ختم ہوئے۔ اور آج تیرہ سو[۱۳۰۰] سال ہوئے کہ صدہا بادشاہ امراء۔ اولیاء اور تمام نیکوکار لوگ رات دن آپ پر رحمتیں بھیجتے ہیں اور اپنے آپ کو آپ کا غلام کہنا فخر جانتے ہیں یہانتک کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے مسیح بھیجا تو وہ بھی آپ کی غلامی کا فخر رکھتا ہے۔ آپ کے بالمقابل ابو جہل اور اس کے ساتھی چند دن کے ہنسی ٹھٹھا سے دل خوش کرتے رہے مگر جلد ہلاک ہوئے اور آج تک لعنت کا نشانہ بن رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں دنیوی زندگی کا نام لہو لعب کھیل تماشا رکھا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے کہ کوئی بادشاہ ہے کوئی امیر کوئی غریب اور مفلس یہ کوئی حقیقی درجات نہیں بلکہ جس طرح تھیٹر میں ایکٹر ہوتے ہیں کوئی بادشاہ بنجاتا ہے اور کوئی بھیک مانگنے والا۔ چند گھنٹوں کا کھیل ہوتا ہے۔ جب پردہ گرا نہ کوئی بادشاہ ہے اور نہ کوئی بھیک مانگنے والا۔ اور نہ تماشہ کا مینجر کھیل کرنے والوں کو اس لحاظ سے تنخواہ دیگا کہ جو بادشاہ بنا تھا اُسے زیادہ تنخواہ دے اور جو فقیر بنا تھا اُسے چند پیسے دیدے بلکہ ہر ایک کو اس لحاظ سے تنخواہ ملیگی کہ جو کام کسی کے سپرد تھا وہ اُسنے کس عمدگی سے ادا کیا اور بس۔ یہی حال اس دنیا کے کھیل و تماشہ کا ہے جہاں کوئی ہو اور جس حالت میں کوئی ہو اپنے عمل کی خوبی کے سبب وزن کیا جائیگا نہ کہ دنیوی جاہ و جلال کے سبب جو بے حقیقت شے ہے۔ ممکن ہے کہ ایک فقیر بادشاہ سے زیادہ قرب الٰہی حاصل کر رہے۔ ۱۲

عمل[۱] کے معنے

عمل کے متعلق ایسا بات کا ظاہر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مُسلمانوں کی بدقسمتی سے اس زمانہ میں ہر ایک اصطلاح کی حقیقت کھوئی گئی ہے۔ اب لوگ عمل اِسبات کو کہتے ہیں کہ مثلاً کسی اسم الٰہی کو ہزار یا لاکھ دفعہ پڑھ دیا۔ پڑھنے کے وقت نہ اُس کا فہم ہے، نہ سمجھ۔ اور نہ اس کی حقیقت قلب پر وارد۔ صرف ایک شمارہ ہے جو مشین کی طرح پورا کر دیا اور پھر لگے انتظار کرنے کہ اب کہاں سے فتوحات آتے ہیں۔ فتوحات کیا خاک آئینگے۔ پہلا ایمان بھی ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔ میں نہیں کہتا کہ کسی اسم پاک کا دُہرانا اور اس کے ساتھ دُعا مانگنا منع ہے۔ پر میں کہتا ہوں کہ اس کلام کو جنتر منتر بنانا ایک فضول بات ہے۔ کوئی شخص مثلاً اللہ تعالےٰ کے رازق کامل ہونے کا یقین اپنے دل پر جمانے کے واسطے اور اس سے اطمینان حاصل کرنے کے واسطے لاکھ بار اسم الٰہی کو پڑھے پھر اپنے روزانہ اعمال میں خدا پر توکل اور بھروسے کا نمونہ دکھائے۔ اور باوجود دنیا کے ابتلاؤں کے اس پر استقامت رکھے تو ایسا عامل ضرور فائدہ اُٹھائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ حقیقی عامل کسی کلام کا وہی ہے جو سچے دل سے مخلصانہ رنگ میں اپنے قول و فعل میں اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کرتا۔ اور اس سے ایک لذت حاصل کرتا ہے۔ مثلاً حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ مجھے کوئی خوشی اس خوشی سے بڑھ کر نہیں کہ میرا خدا قادر خدا ہے۔ سو حضرت موصوف اسم پاک **القادر** کے عامل تھے۔ اون کے تمام کام قدرت الٰہیہ سے پورے ہوتے رہے تھے وہ دُعا مانگتے تو قبول ہوتی تھی وہ کوئی خواہش کرتے تھے۔ تو اللہ تعالےٰ اُس کے پُورا ہونے کے سامان مہیّا کر دیتا تھا ایسا ہی حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کا نام الہامی **عبد الباسط** ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نعمت کی فراخی انکو عطاء کر دی ہے حالانکہ وہ کسی شے کے حاصل کرنے کے واسطے کبھی سرگردان نہیں ہوتے۔ گھر بیٹھے خدا تعالیٰ انکی ہر حاجت کو پورا کرتا ہے۔ منہ،

ـه سیالکوٹ میں ایک سلسلہ تاریخ اسلام کا چھپ رہا ہے۔ جس کا پڑھنا اسلامی بچوں جوانوں اور بڈھوں

انجن تو موجود ہے۔ پر اس میں معرفت کا اسٹیم بھرو تا وہ تمہاری گاڑی کو نے چلے۔ اور تمہیں منزل مقصود پر پہونچا دیوے ۔

مسلم کے معنے

مسلم وہ ہے جس نے اسلام کو قبول کیا اور اسلام نام ہے اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری کا۔ ابو الانبیاء ابراہیم علیہ البرکات کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اسلم۔ انہوں نے جواب دیا۔ اسلمتُ۔ مسلم وہ پیارا اور مبارک نام ہے کہ تمام انبیاء نے اپنے آپ کو مسلم کہا۔ حضرت نوح ع بھی فرماتے ہیں۔ و امرت ان اکون من المسلمین۔ مجھے بھی حکم ہوا کہ میں مسلمان بن جاؤن۔ حضرت موسیٰ کے ساتھیوں نے دُعا کی کہ وہ اسلام پر مریں۔ حضرت سلیمان نے بھی اپنے تئیں مسلمان کہا۔ حضرت یوسف نے بھی اسلام پر وفات کی دُعا مانگی۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ؎

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا
ترکِ رضائے خویش پئے مرضیٔ خدا

واللّٰہ یدعوا الیٰ دار السّلام۔ اللہ تعالیٰ تمہیں سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے

مُسلمانوں کے اقسام

مُسلمان کا لفظ عام بھی ہے اور خاص بھی۔ وہ سب لوگ جنہوں نے توحید کو قبول کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانا۔ تمام رسُولوں پر ایمان لائے اور خدا کی کتابوں کو سچا کہا وہ مسلمان کہلائے لیکن ایک مُسلمان وہ بھی ہیں۔ جن کے متعلق قرآن شریف میں آتا ہے۔ قالت الاعراب اٰمنا۔ قل لم تؤمنوا۔ ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم۔ جنگلی لوگوں نے کہا کہ ہم بھی ایمان لائے۔ انہیں کہدو کہ تم ایمان نہیں لائے۔ ہاں یُوں کہو کہ مُسلمانوں میں داخل ہو گئے۔ ابھی تو ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہُوا۔ سو ایک یہ مُسلمان ہیں۔ اور ایک وہ مُسلمان ہے جس کو حکم ہوتا ہے لوگوں کو سُنا دے۔ قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العالمین۔ وبذٰلک امرت وانا اوّل المسلمین۔ لوگوں کو بتلا دو کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا مرنا اور میرا جینا اللہ کے لئے ہے جو پروردگار ہے جہانوں کا۔ یہی مجھے حکم دیا گیا ہے۔ اور میں پہلا مسلمان ہوں ۔

آنحضرت خواب میں

میںنے ایک رؤیا میں یہ الفاظ خود اُس محبوب الٰہ کی زبان مبارک سے سُنے ہیں۔ کوئی سولہ سال کی بات ہے اور وہ رؤیا یوں ہے کہ میں نے دیکھا کہ ایک وسیع میدان ہے۔ جیسا جنگل میں ہوتا ہے اور نماز باجماعت ہو رہی ہے میں نہیں جانتا کہ امام کون ہے مگر نماز کھڑی ہے۔ اور لوگ ہر طرف سے دوڑے ہوئے آتے اور شامل ہوتے ہیں۔ میں بھی شامل جماعت ہُوا۔ جب امام نے اللہ اکبر کہا اور سب قیام سے رکوع میں جانے لگے تو ایک ہل چل مچی۔ کوئی اگلی صف سے پچھلی میں ہٹ آیا۔ کوئی پچھلی سے اگلی میں چلا گیا۔ کوئی نماز چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اور کوئی نیا آکر شامل ہو گیا۔ جب میں نے اس ہل چل کو دیکھا تو خدا نے مجھے توفیق دی کہ میں اگلی صف کو بڑھا۔ اور ایسا ہی ہر تکبیر پر ہونے لگا۔ اور ہر دفعہ کی رحمت نے میری دستگیری کی۔ اور میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ امام کے بہت قریب ہُوا۔ اس صف میں میںنے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بھی دیکھا۔ تب نظارہ بدلا گویا نماز ختم ہو گئی ہے سب بیٹھے ہوئے ہیں ایک لڑکا یوسف نام اُٹھا۔ اور اس نے قرآن شریف کی چند آیات پڑھیں۔ حضرت مولٰنا مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم نے اُسے تاکید کی کہ قرآن شریف خوش الحانی سے پڑھے اس کے بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں امام کے ساتھ اس کے مصلے پر بیٹھا ہوں اور مصلے پر دو صاحب بیٹھے ہیں۔ ایک حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے مرشدنا حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ پہلے حضرت مرزا صاحب مرحوم و مغفور مسیح موعود کھڑے ہوئے۔ اور آپ نے فرمایا۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اگر میں اپنے بندوں کو قرآن جیسی نعمت نہ دیتا تو اور کیا دیتا۔ پس چاہیئے کہ قرآن شریف کو خوش الحانی سے پڑھا کرو۔ (یہ الفاظ تھے یا اس کے قریب) اتنا وعظ کر کے حضرت مرزا صاحب بیٹھ گئے۔ اور حضرت رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھے۔ آپ کھڑے ہوئے۔ آپ کا لباس عربی تھا۔ کیا ہی پیارا وہ چہرہ تھا۔ میں اُس حُسن کو کس طرح سے بیان کروں کہاں سے وہ الفاظ لاؤں۔ جن میں اس پیارے کی تصویر کھینچ سکوں۔ آہ! وہ کیا ہی مُبارک وقت تھا اگر اختیار میں ہوتا تو میں دنیا بھر کو کھینچ پکڑ کر اس معشوق کا چہرہ دکھاتا۔ پر یہ اختیاری بات نہیں۔ غرض آپنے نہایت ہی خوش الحانی سے قرآن شریف کی یہ آیۃ پڑھی :-

ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العالمین ۔

العالمین کی میٹھی آواز میرے کان میں گونج رہی تھی۔ کہ میں اس خواب سے بیدار ہُوا جسکی لذت پر ہزار بیداری قربان ہو سکتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ عالم آخرت میں کیا ہو گا۔ میں کہتا ہوں کہ ایسے مقدسوں کا دیدار اور پھر حضرت باری عزاسمہ کا دیدار یہ وہ نعمتیں ہیں کہ اور کوئی جنت بھی ان کے مقابلہ میں کیا چیز ہے۔

یہ پاک کلام لفظ مسلم کی شرح کرنے والا ہے۔ مُسلمان وہ ہے۔ جس کے تمام حرکات اور سکنات اقوال اور افعال۔ عبادات اور ریاضات۔ خلاصہ یہ کہ جینا اور مرنا سب اللہ کے لئے ہو جاوے۔ یہی تعریف پاک رسُول نے لفظ مسلم کی کی ہے۔ اور اس پر آپنے فرمایا کہ میں اوّل المسلمین ہوں۔ انہی الفاظ کے ماتحت حقیقی معنوں کی رُو سے تم مسلم بنو۔ پھر کیا چیز ہے جو تمہاری مطیع نہیں ہو سکتی۔ جتنی تم اللہ کی اطاعت اختیار کرو گے۔ اتنا ہی اختیار تمہیں آگے دیا جائیگا ۔

علاجِ وقت

مُسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام خدا کا دین ہے وہ کبھی دنیا سے مِٹ نہیں سکتا۔ ہاں اگر تم نے اسلام کی حفاظت نہ کی تو خدا کسی دوسری قوم کو اسلام میں داخل کر کے اسے اپنی برکات کا مورد کرے گا۔ خدا کو ناموں سے غرض نہیں۔ خواہ تم اس کا نام کچھ اور رکھو۔ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وہی حصّہ پائے گا جو حقیقی رنگ میں مسلمان ہو گا۔ قدیم سے آلہی سنت اسی طرح سے جاری ہے جو وعدے یہود کے لئے تھے وہ ان پر پورے ہوئے جو یہودیں سے عیسائی ہو گئے یا جو دوسرے ان کے ساتھ ملے اور جو وعدے عیسائیوں کو تھے وہ ان میں پُورے ہوتے رہے جو ان میں سے مسلمان ہوئے۔ اور ان پر جو ان کے ساتھ شامل ہوئے۔ حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

لیس علاج الوقت الا طاعتی

اِس وقت کے مصائب اور تکالیف سے بچنے کا علاج میری اطاعت کے سوائے اور کوئی نہیں پس پیارو اپنی بھلائی کی فکر کرو اپنے خیر خواہ کو بدخواہ نہ جانو اور خدا کی نعمت کو شکریہ کے ساتھ قبول کرو۔ ورنہ خدا کا عذاب سخت ہے۔

ندائے سنو

غرض مسلمانوں کی ترقی کا راز یہ ہے کہ وہ مسلمان بن جاویں۔ یہی ایک وسیلہ ہے جو انکو عروج پر پہونچا سکتا ہے۔ مسلمان کا کام ہے کہ ہر وقت سپاہی کی طرح کمر چست خدا کے حکم کے سُننے اور اس کے ماننے کے واسطے طیار کھڑا رہے اور اپنے کان اس کی طرف لگائے رکھے کہ مالک کی کیا آواز آتی ہے۔ ہر آواز پر لبیک کہنے کو طیار رہے۔ پہلی آواز کو یاد کرو۔ جس میں کہا ہے کہ خلفاء ہمیشہ آتے رہیں گے اور اس آواز پر درود شریف پڑھو جس میں فرمایا ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا (اللّٰھم صلّ علےٰ محمد و علےٰ آل محمد و بارك وسلم) پھر اس آواز پر حاضر حضور کا نعرہ لگاؤ جو اس زمانہ میں آئی ہے کہ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ اور ایک بشیر آیا۔ کوئی ہے جو اس پر ایمان لائے۔ جلدی کرو اور بول اُٹھو کہ ہم ایمان لانے والے ہیں تب تم پکے فرمانبردار کہلاؤ گے اور سچے مُسلمان ہونے کا خطاب تمہیں عطا ہوگا۔ کلام پاک کو دیکھو۔ اس میں تم کو ایک دُعا سکھلائی گئی ہے

ربنا اننا سمعنا منادیًا ینادی للایمان ان اٰمنوا بربکم فاٰمنا ربنا فاغفرلنا ذنوبنا وکفرعنا سیاٰتنا وتوفنا مع الابرار۔ (پارہ ۴ رکوع ۱۱)

اے رب ہم نے ایک منادی کرنے والے کی ندا سُنی ہے۔ جو ایمان کی مُنادی کرتا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ سو ہم نے تو مان لیا ہے ہمارے گناہوں کو بخش اور ہماری بدیوں کو دُور کردے اور ہمیں نیکوں کے ساتھ وفات دے۔ غور کرو کہ اگر کسی منادی نے نہ آنا تھا تو یہ دُعا تمہیں کیوں سکھلائی گئی۔ پس مسلمان بنو۔ حکم کے ماننے والے ہو۔ اور اس ندا پر لبیک کہو اور پریزنٹ سرکار اُٹھو ایسا نہ ہو کہ تم غیر حاضروں میں لکھے جاؤ اور جماعت سے تمہارا نام خارج ہو جائے۔ اسی آیت کے ساتھ آگے چلکر قرآن شریف میں آیا ہے۔

لا یغرنك تقلب الذین کفروا فی البلاد۔ متاع قلیل ثم ماوٰھم جھنم وبئس المھاد۔ (پارہ ۴ رکوع ۱۱)

شہروں میں کافروں کا چلنا پھرنا تجھے مغالطے میں نہ ڈالے۔ ان کا فائدہ تھوڑا ہے۔ پھر جہنم اون کا ٹھکانہ ہے اور بُری جگہ ہے۔ اسی رکوع میں پھر لکھا ہے۔

یاایھا الذین اٰمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللّٰہ لعلکم تفلحون

اے مومنو! تمہارے بامراد ہونے کے چار وسائل ہیں۔ خود صبر کرو دوسروں کو صبر سکھلاؤ باہم رابطہ قائم کرو۔ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یہ آیت بھی گویا اسی زمانہ کے واسطے خاص ہدایت نامہ ہے جس پر چل کر ہم سچے مُسلمان ہو سکتے اور اقبال کا مُونھ دیکھ سکتے ہیں مگر یہ ضروری ہے کہ ہم تقوےٰ کے تمام مدارج کو اختیار کریں ان لوگوں کی طرح نہ بنیں جن کے متعلق قرآن شریف میں آیا ہے کہ۔

افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض

کسی کو مان لیا کسی کا انکار کر دیا ؎

عجب گوہر ہے جس کا نام تقوےٰ
مُبارک وُہ ہے جس کا کام تقوےٰ

سُنو ہے حاصل اسلام تقوےٰ
خدا کا عشق مے اور جام تقوےٰ

مُسلمانو بناؤ تام تقوےٰ
کہاں ایماں اگر ہے خام تقوےٰ

تفسیر سورۂ والعصر

اِس امر کی زیادہ وضاحت کے واسطے اب میں آپ صاحبان کو ایک سورۃ قرآن شریف کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ جس میں پہلے سے اللہ تعالےٰ نے تبلادیا ہے کہ اس آخری زمانہ میں خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں کو کیا طرز اختیار کرنا چاہیئے جس سے اون کو ترقی حاصل ہو۔ اور وہ سورۃ شریف یہ ہے۔

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمْ۔

والعصر ان الانسان لفی خسر۔ الا الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات۔ وتواصو بالحق وتوصوا بالصبر ؎

اس سورہ شریف میں صرف تین آیات ہیں اور یہ قرآن شریف کے آخری پارہ میں ہے۔

ترجمہ۔ قسم ہے عصر کی۔ بے شک انسان نقصان اور گھاٹے میں پڑا ہوا ہے۔ سوائے اون لوگوں کے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے اور انھوں نے حق کی وصیت کی اور صبر کی وصیت کی ؎

یہ آخری زمانہ

عصر۔ دن کے آخری حصے کو کہتے ہیں۔ اور اسی تشبیہ پر عصر آخری زمانے کو بھی کہتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیگر انبیاؑ کے مقابلہ میں اپنی اُمت کے وقت کو دن کا آخری حصہ ہی فرمایا ہے۔ اور یہ ہمارا زمانہ تو اس آخری میں بھی پھر آخری ہے۔ حضرت مسیح نے بھی اس وقت کی تمثیل دن کے آخری حصہ سے دی ہے مگر اس وقت کے کام کرنے والوں کے متعلق بشارت دی ہے کہ اون کی مزدوری اتنی ہی ہوگی۔ جتنی کہ سارا دن کام کرنے والوں کی۔ سورہ والعصر میں اسی آخری وقت کی طرف اشارہ ہے جو کہ اس اُمت پر آنے والا تھا اور اب آگیا ہے ؎

ضرورتِ ایمان

اِس وقت کی پھر یہ علامت بیان کی گئی ہے کہ انسان ایک بڑے نقصان کی حالت میں پڑا ہوا ہے وہ نقصان کیا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ہستی پر کامل ایمان کا نشان دنیا سے مٹ گیا۔ سب لوگ ہر طرف سے دھریت اور مادیت کی طرف جھک گئے۔ دین برائے نام رہ گیا۔ کیا ہندو کیا مُسلمان اور کیا عیسائی۔ سب دنیا میں ایسے پھنس گئے کہ نہ کوئی اپنے اچھے دین پر عملدرآمد کرتا ہے اور نہ اپنے ناقص دین کا کوئی پورا پیروکار ہے دنیوی کاروبار کا شغل اس قدر بڑھ گیا ہے کہ ذرا بچہ بات کرنے کے قابل ہُوا اور وہ مدرسہ میں پڑھنے لگا۔ جوانی تک کیا مدرسہ میں کیا گھر میں سکول کا ٹاسک (سبق) اِتنا ہے کہ دین کی کوئی بات سننے کا وقت ہی نہیں جب مدرسہ سے فارغ ہوئے تو ملازمت یا تجارت میں ایسے محو ہوئے کہ خدا کا نام لینے کی بھی فرصت نہیں۔ اسی میں عمر بسر ہو گئی۔ بوڑھے ہو کر ناکارہ ہوئے تو پنشن لے کر چند روز کی زندگی گذار کر راہی ملک عدم ہوئے۔ جو کیا تھا سب دنیا کے لئے۔ سو دنیا ختم ہو گئی چند روز کا شغل تھا۔ وہ پورا ہُوا۔ اِس سے بڑھ کر اور نقصان کی بات کیا ہوگی کہ جو خیمہ اس مطلب کے لئے بنایا گیا تھا کہ اس کے سائے میں بیٹھ کر کچھ روزی کا سامان کرلیں تاکہ رات کو بال بچہ کھائے۔ اور آرام سے سوئے۔ دنیا بھر تو اس خیمے کے کیل کانٹے درست کرنے

اور اس کو سنوارنے مین گذر گیا۔ اب رات پڑی تو کھائیں کیا اور کسی کو کھلائیں کیا۔ سو یہ وہ عصر ہے اور ایسا زمانہ ہے کہ لوگ دنیا کی افراط تفریط مین پڑ گئے اور اپنے پیدا کرنے والے کو بھول گئے بالکل حقیقی کو چھوڑ بیٹھے۔ دنیا مین ایسے غرق ہوئے کہ صبح سے شام تک سر کھجلانے کی فرصت نہین۔ سر کھجلاتے تو کھوپری کے اوپر سے غفلت کی میل جھڑتی۔ دماغ کا حافظہ درست ہوتا تو حافظ حقیقی یاد آ جاتا۔

ایمان قائم کرنیوالا

پر افسوس دنیا نے خدا کو بھلا دیا۔ تب خدا نے چاہا کہ وہ اپنی ہستی کو پھر دنیا پر ظاہر کرے اور اس مطلب کے لئے اُس نے ایک ایسے شخص کو دنیا مین بھیجا۔ جس کے متعلق مخبر صادق حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ کی ایک جماعت کے ذکر مین پہلے سے کہا تھا کہ لوکان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من فارس۔ سو وہ فارسی النسل شخص آیا۔ اور اُس نے نشانات دکھائے اور دنیا کو خدا پر ایمان لانے کی طرف متوجہ کیا۔ اس کا بڑا کام یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان کو پھر قائم کر دے اسی واسطے والعصر مین پھر اشارہ کیا گیا کہ اس گھاٹے کے زمانے میں وہ بچے گا۔ جو ایمان لائیگا

نبوت

پیارو! ایمان کے بغیر کوئی کام درست نہیں ہو سکتا۔ خدا نے اپنا مامور بھیجا اُسے آیندہ کی خبرین دین تاکہ وہ نبوت کرے کیونکہ نبوت کے معنے ہین پیشگوئی کرنا۔ اسی نبوت کے ذریعہ سے وہ اللہ تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا اور قادر ہونا اور اپنا اس کی طرف سے مُرسل ہونا ثابت کرتا ہے۔ اگر نبوت نہ ہو تو ہم اُسے کیونکر پہچانین اور کیونکر مانیں اور یہ نہ کہو کہ ختم نبوت اس نبوت کی منافی ہے نہین منافی نہین بلکہ اس کی نبوت نبوت تامہ کی مویّد ہے اور اس کی خادم ہے

اوّل اور خاتم

ابھی مین اوُپر بیان کر چکا ہون کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اول المسلمین کا خطاب عطاء کیا گیا ہے۔ آپ اول کن معنون مین تھے کیا یہ اول زمانی تھا اور آپ سے قبل کوئی شخص دنیا مین مسلم نہ تھا۔ اگر نہ تھا تو پھر ابراہیم۔ سلیمان۔ یوسف اور حواریان مسیح کو کیون قرآن شریف مین مسلم کہا گیا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ مسلم تو آپ سے قبل بھی دنیا مین تھے اور آپ کا اول ہونا بلحاظ زمانے کے نہ تھا بلکہ بلحاظ درجے کے تھا اور بلحاظ زمانے کے اول یا آخر ہونا کوئی خوبی کی بات نہیں۔ بلکہ خوبیان ترقی درجات میں ہیں۔ سو یاد رہے۔ کہ جس طرح یہ اول ہونا زمانی نہیں۔ اسی طرح خاتم ہونا بھی زمانی نہیں۔ آپ جس طرح اول المسلمین تھے۔ اسی طرح خاتم النبیین بھی تھے۔ اور لفظ اول لفظ خاتم کی تفسیر کرتا ہے۔ کیونکہ سب سے پیچھے آنا کوئی خوبی کی بات نہیں۔ بلکہ سب سے بڑھ کر صاحب کمال ہونا خوبی کے درجے کو ظاہر کرتا ہے۔ اور اسی کو ہر ملک کے محاورے میں کہتے ہیں۔ کہ مثلاً حدیث کا بیان بخاری پر ختم ہے اور فقاہت امام ابو حنیفہ پر ختم ہے اور بُرا من سلطنت برطانیہ پر ختم ہے۔ اگر آنحضرت صلعم کے طفیل کسی کو نبوت حاصل ہوئی۔ تو یہ آنحضرت کی شان کی بزرگی ہے۔ جو لوگ اس نبوت کو نہیں مانتے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک عزت کرتے ہیں اور اس سے انکو ڈرنا چاہیئے۔ ہر لفظ کے معنے اس شخص کی شان کے مطابق جس پر وہ وارد ہوتے ہیں جُدا ہوتے ہیں۔ ہز میجسٹی جارج خامس نے امیر افغانستان کو ہز میجسٹی کا خطاب دے دیا۔ مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ اُس کی اور اس کی حکومت کیا تناسب رکھتی ہے۔ اگر جارج جو دنیا کا بادشاہ ہے اپنا خطاب ایک چھوٹے سے علاقہ کے امیر کو دے سکتا ہے۔ تو کیا وہ بادشاہوں کا بادشاہ اور نبیوں کا سردار کسی کی اپنے ماتحت نبوت پر مُہر نہیں لگا سکتا۔ سوچو۔ اور اللہ سے ڈرو اور خدا کے حبیب کی شان نہ گھٹاؤ ٭

اس مہدی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مُہر تصدیق والا نبوت کا پروانہ حاصل کر کے تم کو ہدایت کی راہ بتلائی۔ اور مسلمانوں کو قرآن کی تعلیم کی طرف متوجہ کیا۔ اور اون کے ادبار کے حقیقی اسباب بتلائے۔ فرماتے ہیں۔

مُسلمانون پہ تب ادبار آیا | کہ جب تعلیم فرقان کو بھلایا
رسُول حق کو مٹی میں سُلایا | مسیحا کو فلک پر ہے بٹھایا
یہ توہین کر کے پھل ویسا ہی پایا | اہانت نے انہیں کیا کیا دکھایا
خدا نے پھر تمہیں اب ہے بلایا | کہ سوچو عزّت خیر البرایا

خدا کے فرستادہ پر ایمان لاؤ۔ تاکہ الا الّذین اٰمنوا میں داخل ہو جاؤ۔ پھر اپنے ایمان کا ثبوت اپنے اعمال سے بھی دو۔ وعملوا الصالحات مین شامل ہو کر اپنے ایمان کا کامل نمونہ دکھاؤ۔ وہ کام کرو۔ جن سے اللہ راضی ہے۔ اس کی فرمائی ہوئی شریعت پر چلو۔ احکام الٰہی کی پابندی کرو تاکہ خدا تم سے راضی ہو ٭

سوراج

ہان اس میں شک نہیں کہ یہ ایک ابتلاء اور مُصیبت کا زمانہ ہے۔ ہر طرف سے مُسلمان شکنجہ مین کھینچے جا رہے ہیں۔ سلطنتین جاتی رہیں۔ زمینیں چھینی گئیں مال و دولت دوسرے کے ہاتھون میں چلے گئے۔ اور رعب میں فرق پڑ گیا۔ ظاہری طاقتین نہیں رہیں۔ نہ فوجی اور نہ جنگی قواعد سے واقفیت ہے نہ توپ و تفنگ کا سامان ہے ایسے وقت مین حکم ہوتا ہے کہ ایمان لاؤ اور نیک عمل کرو۔ پر جنگ و جہاد پرست جاؤ۔ یہ جنگ و جہاد کا وقت نہیں۔ اس کی طاقت اب تم میں نہیں رہی۔ ہان اب تو اصوا بالحق کا کام کرو۔ وہ کلام حق جو تمہارے پاس ہے وہ دوسروں کو پہونچاؤ۔ جب آپ ایمان پر قائم ہو جاؤ۔ اور عمل صالح پر استقامت حاصل کرو۔ تو پھر جن لوگون نے تمہارے ملک چھین لئے انکو حق سکھاؤ۔ اسلام کی راہ پر لاؤ۔ جب وہ اسلام قبول کر لیں گے۔ تو سارا مال و دولت پھر تمہارا ہی ہو جائے گا۔ یہی بات مسیح موعود نے تمہین سکھلائی ہے۔ اپنی بعثت کے پہلے دن سے وہ تمہین پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اے لوگو مین خدا کی طرف سے آیا ہوں تاکہ آیات بینات کے ساتھ نشانات عجیبہ کے ساتھ تمہارے ایمان زندہ خدا پر قائم کر دون۔ ہان ایمان لاؤ تاکہ تمہین عمل صالح کی توفیق دی جائے۔ پہلے ایمان ہے اور پھر عمل صالح۔ ایمان ہی کی قوت سے عمل صالح کی توفیق ملتی ہے۔ پھر مسیح موعود نے تم کو یہی وصیت کی کہ اپنی اپنی گورنمنٹون کے ماتحت امن سے زندگی بسر کرو۔ تخت و تاج قیصر کو مبارک ہو ہم اس کے خواہان نہیں پیارو سوراج کے پیچھے نہ پڑو۔ یہ سوراج تو مُسلمانون کے لئے سود راج ہے۔ سود عربی مین بُری چیز کو کہتے ہیں یہ سوراج نہ آج مفید ہے اور نہ کل۔ ٹرکی نے اس سوراج سے کیا پھل پایا اور ایران نے اس کے بھاگون کیسے دن دیکھے۔ جو تم ہند مین اس کو کھا کر نجات پاؤ گے۔ راج راج والون کے پاس رہنے دو۔ تم اپنے دین کی حفاظت کرو۔ پہلے مسلمانون کو دیکھو کہ انھون نے کس طرح اقبال حاصل کیا۔ وہی راہ تم بھی اختیار کرو ٭ ؏

از رہ دین پروری آمد عروج اندر نخست ٭ باز چون آید بیابد ہم ازین رہ بالیقین۔

دوسرون کی ریس نہ کرو

ہمسایہ قومون کی ریس نہ کرو۔ ہر شخص کے ساتھ خدا کا معاملہ جُدا گانہ ہے۔ جو بادشاہ سے دُور ہے۔ وہ سال بھر کی غیر حاضری کے بعد ایک دن کی حاضری دربار پر انعام پاتا ہے۔ پر وہ جو قریبی اور درباری ہین وہ تو سال بھر میں ایک دن کی غیر حاضری سے بھی مار کھاتے ہیں جس نے گل پھانسی پر چڑھنا ہے۔ اُسے اجازت دی جاتی ہے کہ جو چاہے کھا لے اور جو چاہے پی لے۔ پر جو شاہی خدمت پر مامور ہے

اُسے پرہیز کی تاکید کی جاتی ہے تاکہ بیمار ہو کر سرکاری کام میں حارج نہ ہو۔ جس جانور کے واسطے ذبح کے دن قریب آگئے وہ کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے تاکہ کھائے اور موٹا ہو۔ پھر چھری اس کے واسطے طیار ہے۔ لیکن وہ جو آقا کو پیارا ہے کہ اُس سے کام لے اُسے ہل کے آگے جوتا جاتا ہے۔ دائیں اور بائیں اُسے دیکھنے کی اجازت نہیں اور اس کی آنکھوں پر پٹی باندھی جاتی ہے تاکہ محرم اشیاء کی طرف اس کی نگاہ نہ جائے۔ اور اپنے مالک کے حکم کی فرمانبرداری میں کوئی شے اُسے حارج نہ ہو۔

پس اے برگزیدہ قوم کے لوگو! تم اپنی آنکھوں کو آوارہ گردوں کی شان و شوکت کی طرف نہ دوڑاؤ۔ اپنے رب کی طرف دھیان دو تاکہ رب تمہاری طرف دھیان کرے۔ اسی واسطے تمہیں سورہ والعصر میں تواصوا بالصبر کا حکم دیا گیا۔ آپ ہی صبر کرو۔ لوگوں کو بھی صبر سکھلاؤ۔

جوش نہ دکھلاؤ۔ سیڈیشن نہ پھیلاؤ۔ بمب نہ بناؤ۔

اگر تمہاری حکومت جاتی رہی تو صبر کرو۔ اگر تمہارا ملک جاتا رہا تو صبر کرو۔ اگر تمہاری جائداد جاتی رہی تو صبر کرو۔ اگر تم مفلس ہوگئے تو صبر کرو۔ شکوہ و شکایت پر موہنہ نہ کھولو۔ اگر ہندو بھائی دکھ دیتے ہیں تو بھی صبر کرو۔ اگر یورپ تمہیں دنیا سے مٹانا چاہتا ہے تو بھی صبر کرو۔ کسی انسان کے مٹانے سے کوئی مٹ نہیں سکتا۔ اور اگر خدا تمہیں مٹانا چاہے۔ تو تمہارا جوش و خروش تمہیں قائم نہیں رکھ سکتا۔

تو با خدائے خود انداز کار و دل خوش دار ۔ کہ رحم اگر نہ کند مدعی خدا بکند ۔

یاد رکھو کہ صبر کی تلوار بڑی تیز ہے۔ ہر دکھ پر صبر کرو۔ اور مخلوق خدا کو حق دکھلاؤ۔ لوگوں کو اس حق کی خبر نہیں جو تمہارے پاس ہے۔ عمدگی سے اپنا حق اون کے سامنے پیش کرو۔ خدا تمہارے اجر کو ضائع نہ کریگا ॥

قسم کیا ہے؟

خدا نے اس عصر کی قسم کھائی ہے۔ قسم کا مقصد یہی ہے کہ یہ ایک نشان ہے جو اسلام کی صداقت کے واسطے دنیا پہ چمکے گا۔ قسم کیا شے ہے۔ قسم قائم مقام شہادت ہے۔ لوگ خدا کو نہیں دیکھتے۔ خدا تعالےٰ اپنی ہستی کے ثبوت میں ایک شہادت پیش کرتا ہے۔ وہ شہادت یہ عصر اور اس میں لوگوں کا خسران ہے جس کی خبر ۱۳۰۰ سال پہلے سے دیگئی ہے تاکہ آج وہ خبر پوری اور سچی ہو کر اس پاک کتاب کا خدا کی طرف سے ہونا ثابت کردے۔ اور اس ایمان کی قوت بخش کر آئندہ کے واسطے جو علاج بتلایا گیا ہے۔ اُسپر چلنے کی ہمت اور طاقت عطا ہو۔ اگر ہم بعض باتوں کو مانیں اور بعض کو نہ مانیں تو خدا کو ہماری کیا پرواہ ہے۔ ع

ز عشق ناتمام ما جمال یار مستغنی است ۔

مصائب کیوں؟

دیکھو مسلمانوں پر کس قدر مصائب آرہے ہیں ان آفات کے زلازل نے مسلمانوں کو تہ و بالا کر دیا ہے۔ پر کسی کا کیا قصور۔ جب مسلمانوں کی شامت اعمال نے انہیں اپنے صادق خیر خواہ۔ محب رسول۔ خادم دین اسلام۔ نبی اللہ کو ماننے نہ دیا تو زمین بھی اس گناہ کے وجہ سے کانپ گئی نہ صرف یہاں بلکہ تمام ملکوں میں زمین نے ہل کر تمہیں جگایا۔ اور آگاہ کیا۔ آسمان پر سورج اور چاند نے بھی اس شرمندگی سے موہنہ چھپایا۔ پر تم نے کچھ نہ سمجھا۔ زمینی کیڑے نے بھی بہتوں کو ڈسا تاکہ لوگ بیدار ہوں پر تم نہ جاگے اور غفلت اور حقارت سے باز نہ آئے۔ ٹرکی کی حکومت نے اس خلاع

کی کتابوں پر اپنا دروازہ بند کیا۔ اور جو کتاب ان کے ملک میں چلی گئی۔ اس کو ضبط کر لیا گویا کہ وہ ایک سیڈیشن تھی۔ ٹرکی حکومت کا جو نمونہ حضرت مسیح موعود کے سامنے آیا اس نے گستاخی سے زبان کھولی۔ اور ہند کے مسلمان اس کے ہمزبان ہوئے۔ اور جا بجا اپنے خیال کردہ

خلیفۃ المسلمین

خلیفۃ المسلمین کی تائید میں پرجوش مضامین لکھتے ہوئے خدا کے قائم کردہ خلیفہ کو گالیاں دینے لگے وہ جہاں ترکوں کی قوم کا وکیل تھا۔ سو ایسی وکالت کر گیا کہ سب کو لے ڈوبا۔ نتیجہ کیا ہوا کہ وہ جو خلیفۃ المسلمین کہا جاتا تھا۔ وہ خود انھیں لوگوں کے ہاتھوں قید خانہ میں ڈالا گیا اور نیا ایک خلیفہ بنایا گیا ہے جو وزراء کے ہاتھ میں ایک کٹھ پتلی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ کیا خلفاء ایسے ہی ہوا کرتے ہیں توبہ کرو۔ اور خدا سے ڈرو۔ خدا نے جس کو عزت دی اوس کو تم ذلیل نہیں کر سکتے۔ اور ترکی وزراء کا جو حال ہے۔ سو اخباروں میں آپ لوگ پڑھ ہی رہے ہیں۔ اول تو ترکوں کی دین سے غفلت اور عیاشی اور بے وفائی کی شامت اعمال کا تو وہ طوفان جمع ہی تھا۔ پھر اس پر امام وقت کی مخالفت کا نتیجہ جو ہونا تھا وہ ظاہر ہے۔

ترکوں کی شکست کی خبر

ترکوں کی اس تباہی کی خبر حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود نے پہلے سے دی تھی۔ اس جگہ میں حضور کی کتاب الہدیٰ میں سے چند سطور سناتا ہوں۔ جو ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی تھی۔

" اعلم رحمک اللہ ان اکثر طوائف الملوک و اولی الامر و الامراء۔ الذین یعدّون من کبراء ھذہ الملۃ۔ قد مالوا الی زینۃ الدنیا بکل المیل والھمۃ واستأنسوا بانواع النعم والتھنیۃ۔ وما بقی لھم شغل من غیر الخمر والزمر والشھوات النفسانیۃ۔ یبذلون خزائنھم لاستیفاء اللذات الفانیۃ ویشربون الصہباء جھرۃ علی شاطی الانھار المصرّدۃ۔ والمیاہ الجاریۃ والاشجار الباسقۃ والاثمار الیانعۃ۔ والازھار المنوّرۃ۔ جالسین علی الانماط المبسوطۃ۔ ولا یعلمون ما جری علی الرعیۃ والملۃ۔ لیس لھم معرفۃ بالقانون السیاسی ودستور مصالح الناس۔ وما اعطی لھم حظ من ضبط الامور والعقل والقیاس۔ والذین یتخیّرون لتادیبھم فی عھد الصبا۔ فھم یرغبونھم فی الخمر والزمر وعلی منادمۃ علی الربی۔ سیما فی اوقات المطر وعند ھزیز نسیم الصبا۔ کذٰلک یقربون حرمات اللہ ولا یجتنبون۔ ولا یؤدون فرائض الولایۃ ولا یتقون۔ ولذٰلک یرجعون ھزیمۃ علی ھزیمۃ۔ وتراھم کل یوم فی تنزل ومنقصۃ۔ فانھم اسخطوا رب السماء۔ وفُوّض الیھم خدامۃ فما ادوا حق الاداء۔ اتزعمون انھم خلفاء الاسلام۔ کلا بل ھم اخلدوا الی الارض وانی لھم حظ من التقوی التام۔ ولذٰلک ینھزمون من کل من نھض للمخالفۃ۔ ویولّون الدبر مع کثرۃ الجنود والدولۃ والشوکۃ وما ھذا الا اثر السخط الذی نزل علیھم من السماء۔ بما اثروا شہوات النفس علی الحضرۃ الکبریاء۔ وعادوا مرا علی اللہ مصالح الدنیا الدنیۃ۔ "

ترجمہ۔ جان خدا تیرے پر رحم کرے کہ اکثر بادشاہ اس زمانے کے اور امراء اس زمانہ کے جو بزرگان دین اور حامیان شرع متین سمجھے جاتے ہیں وہ سب کے سب اپنی ساری ہمت کے ساتھ زینت دنیا کی طرف جھک گئے ہیں۔ اور شراب اور باجے اور نفسانی خواہشوں کے سوا نہیں اور کوئی کام ہی نہیں وہ فانی لذتوں کے حاصل کرنے کے لئے خزانے

خرچ کر ڈالتے ہیں اور شرابیں پیتے ہیں۔ نہروں کے کناروں اور بہتے پانیوں اور بلند درختوں اور پھل دار درختوں اور شگوفوں کے پاس اعلیٰ درجہ کے فرشوں پر بیٹھ کر اور کوئی خبر نہیں کہ رعیت اور ملت پر کیا بلائیں ٹوٹ رہی ہیں انہیں امور سیاسی اور لوگوں کے مصالح کا کوئی علم نہیں اور ضبط امور اور عقل اور قیاس سے انہیں کچھ بھی حصہ نہیں ملا۔ اور جو لوگ بچپن میں ان کے اتالیق بنائے جاتے ہیں وہ انہیں شراب اور باجوں اور بہاروں پر مے نوشی کی محفل آرائی کی ترغیب دیتے ہیں۔ خصوصاً بارش اور نسیم صبا کے چلنے کے وقت۔ اسی طرح حرمات اللہ کے نزدیک جاتے ہیں۔ اور ان سے بچتے نہیں اور حکومت کے فرائض کو ادا نہیں کرتے۔ اور متقی نہیں بنتے۔ یہی وجہ ہے کہ شکست پر شکست دیکھتے ہیں۔ اور ہر روز تنزل اور کمی میں ہیں اس لئے کہ انہوں نے آسمان کے پروردگار کو ناراض کیا اور جو خدمت ان کے سپرد ہوئی تھی۔ اس کا کوئی حق ادا نہیں کیا۔ کیا تم دعوے کرتے ہو کہ وہ اسلام کے خلیفے ہیں۔ ایسا نہیں بلکہ وہ زمین کی طرف جھک گئے ہیں اور پورے تقوے سے انہیں کہاں حصہ ملا ہے۔ اس لئے ہر ایک سے جو ان کی مخالفت کے لئے اٹھ کھڑا ہو شکست کھاتے ہیں اور باوجود کثرت لشکروں اور دولت اور شوکت کے بھاگ نکلتے ہیں اور یہ سب اثر ہے اس لعنت کا جو آسمان سے ان پر برستی ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے نفس کی خواہشوں کو خدا پر مقدم کر لیا اور ناچیز دنیا کی مصلحتوں کو اللہ پر اختیار کر لیا"

اس وقت مسلمانوں کا بچاؤ اسی میں ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کے بچاؤ کے واسطے جو سلسلہ قائم کیا ہے اور جو راہ نکالی ہے اس کو قبول کریں۔ بغیر اس کے امن کی جگہ نہیں۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں ؎

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے ٭ ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار
پشتیٔ دیوار دین اور مامن اسلام ہوں ٭ نارسا ہے دستِ دشمن تا بفرق ایں حصار

اس وقت مسلمانوں کی وہ حالت ہے کہ اقترب للناس حسابھم وھم فی غفلۃ معرضون اپنی بدکاریوں کے سبب سزا کا وقت آ گیا۔ آگاہ کرنے والے نے آگاہ بھی کیا پر مسلمان خوابِ غفلت میں سو رہے ہیں کسی نشان کی پرواہ نہ کی کسی صداقت کا ساتھ نہ دیا۔ یہود مسیح کے وقت ہلاک ہو گئے۔ پر تم نے ان کے حالات سے عبرت اختیار نہ کی۔ اگر تم اللہ کی بات کو مان لو تو للّٰہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللّٰہ۔ مشرق و مغرب سب خدا کا ہے جدھر تم جاؤ خدا تمہاری مدد کرے گا۔ بادشاہیوں سے نہ ڈرو۔ سب بادشاہیاں اللہ کی ہیں کسی طاقت کے رعب میں نہ آؤ۔ سب طاقتیں اللہ کی ہیں۔ ہاں تم اللہ کے بن جاؤ۔ تو پھر اس کی قدرت کے کرشمے دیکھو۔ سنۃ اللّٰہ فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنۃ اللّٰہ تبدیلاً۔ یہی اللہ تعالیٰ کی سنت قدیم سے چلی آتی ہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی جو اس کا بنے گا وہ اس سے نصرت پائے گا۔ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے پاک بندوں کو

عذاب کیوں آتے ہیں؟

ہاں عذاب تو اسی واسطے آتے ہیں کہ لعلھم یرجعون۔ تا کہ لوگ توبہ کریں۔ خدا کی طرف جھکیں۔ خدائی کاموں میں نصرت کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا ایھا الذین اٰمنوا ان تنصروا اللّٰہ ینصرکم و یثبت اقدامکم (۲۶-۵) اے مومنو! اگر تم اللہ کی مدد کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہیں ثابت قدمی عطاء کریگا۔ ثابت قدمی اسی وقت ملتی ہے۔ جب کہ انسان ناصرانِ دین میں داخل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور میں تو کسی چیز کی کمی نہیں۔ فرق جو ہے سو ہماری طرف سے ہے ؎

طبیبِ عشق مسیحا دست و مشفق لیک
چو درد در تو نہ بیند کرا دوا بکند۔

ذوالقرنین کون ہے؟

مجھے یاد ہے کہ جب پہلے پہل ہم نے یہ بات اہل اسلام کے سامنے پیش کی کہ اس زمانہ کا دجال اور یاجوج ماجوج بھی عیسائیت اور اس کے مشنری ہیں جو چاہتے ہیں کہ اسلام کو کھا جائیں تو مسلمان خفا ہوئے۔ اور ہم پر کفر کے فتوے لگائے گئے مگر زمانہ خود سیدھا کر دیتا ہے۔ اب اسلامی اخبارات میں ایسے مضامین نکلتے ہیں کہ یاجوج ماجوج بھی یورپ کی قومیں ہیں اور بات بھی سچ ہے۔ اس زمانہ کا ذوالقرنین مسیح موعود ہے۔ جب تک اس ذوالقرنین کی بنائی ہوئی دیوار کی پناہ تم اختیار نہ کرو۔ اس یاجوج ماجوج کے شر سے ہرگز بچ نہیں سکتے۔ اس جگہ ہم ذوالقرنین کے متعلق حضرت مسیح موعود کی تحریر کو بیان کر دیتے ہیں :۔

"اسی طرح خدا تعالیٰ نے میرا نام ذوالقرنین بھی رکھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے میری نسبت یہ وحی مقدس جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ خدا کا رسول تمام نبیوں کے پیرایوں میں یہ چاہتی ہے کہ مجھ میں ذوالقرنین کے صفات ہوں۔ کیونکہ سورہ کہف سے ثابت ہے۔ کہ ذوالقرنین بھی صاحب وحی تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس کی نسبت فرمایا ہے۔ قلنا یا ذا القرنین پس اس وحی الٰہی کی رو سے کہ جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء۔ اس امت کے لئے ذوالقرنین میں ہوں اور قرآن شریف میں مثالی طور پر میری نسبت پیشگوئی موجود ہے مگر ان کے لئے جو کہ فراست رکھتے ہیں یہ تو ظاہر ہے کہ ذوالقرنین وہ ہوتا ہے جو دو صدیوں کو پانے والا ہو۔ اور میری نسبت یہ عجیب بات ہے کہ اس زمانہ کے لوگوں نے جس قدر اپنے اپنے طور پر صدیوں کی تقسیم کر رکھی ہے۔ ان تمام تقسیموں کے لحاظ سے جب دیکھا جائے تو ظاہر ہو گا کہ میں نے ہر ایک قوم کی دو صدیوں کو پا لیا ہے۔ میری عمر اس وقت تخمیناً ۶۷ سال ہے۔ پس ظاہر ہے کہ اس حساب سے جیسا کہ میں نے دو ہجری صدیوں کو پا لیا ہے ایسا ہی دو عیسائی صدیوں کو بھی پا لیا ہے اور ایسا ہی دو ہندی صدیوں کو بھی جن کا سن بکرماجیت سے شروع ہوتا ہے۔ اور میں نے جہاں تک ممکن تھا قدیم زمانہ کے تمام ممالک شرقی اور غربی کی مقرر شدہ صدیوں کا ملاحظہ کیا ہے۔ کوئی قوم ایسی نہیں کہ جس کی مقرر کردہ صدیوں میں سے دو صدیں میں نے نہ پائی ہوں اور بعض احادیث میں بھی آ چکا ہے کہ آنے والے مسیح کی ایک یہ بھی علامت ہے۔ کہ وہ ذوالقرنین ہو گا۔ غرض بموجب نص وحی الٰہی کے میں ذوالقرنین ہوں۔ اور جو کچھ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کی ان آیتوں کی نسبت جو سورہ کہف میں ذوالقرنین کے قصہ کے بارے میں ہیں میرے پر پیشگوئی کے رنگ میں معنے کھولے ہیں۔ میں ذیل میں انکو بیان کرتا ہوں مگر یاد رہے کہ پہلے معنوں سے انکار نہیں ہے وہ گذشتہ سے متعلق ہیں اور یہ آئندہ کے متعلق۔ اور قرآن شریف صرف قصہ گو کی طرح نہیں ہے بلکہ اس کے ہر ایک قصہ کے نیچے ایک پیشگوئی ہے۔ اور ذوالقرنین کا قصہ مسیح موعود کے زمانے کے لئے ایک پیشگوئی اپنے اندر رکھتا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف کی یہ عبارت کہ۔ ویسئلونک عن ذی القرنین قل سأتلوا علیکم منہ ذکراً[1] یعنے یہ لوگ تجھ سے ذوالقرنین کا حال دریافت کرتے ہیں

[1] یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ذوالقرنین کا ذکر صرف گذشتہ زمانہ سے وابستہ نہیں بلکہ آئندہ زمانہ میں بھی... [illegible]

اون کو کہو کہ مین ابھی تھوڑا سا تذکرہ ذوالقرنین کا تمکو سناؤن گا۔ اور پھر بعد اس کے فرمایا انّا مکنّا لہ فی الارض و اٰتیناہ من کل شیٔ سببًا۔ یعنے ہم اس کو یعنی مسیح موعود کو جو ذوالقرنین بھی کہلائے گا۔ روئے زمین پر ایسا مستحکم کرینگے کہ کوئی اس کو نقصان نہ پہنچا سکیگا۔ اور ہم ہر طرح سے ساز و سامان اس کو دینگے۔ اور اس کی کارروائیون کو سہل اور آسان کر دینگے۔ یاد رہے کہ یہ وحی براہین احمدیہ حصص سابقہ میں بھی میری نسبت ہوئی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الم نجعل لک سہولۃً فی کل امر۔ یعنے کیا ہم نے ہر ایک امر میں تیرے لئے آسانی نہیں کر دی یعنے کیا ہم نے تمام وہ سامان تبلیغ اور اشاعۃ حق کے لئے ضروری تھے۔ جیسا کہ ظاہر ہے کہ اس نے میرے لئے وہ سامان تبلیغ اور اشاعت حق کے میسر کر دیئے جو کسی نبی کے وقت میں موجود نہ تھے۔ تمام قومون کی آمد و رفت کی راہیں کھولی گئیں اور طے مسافرت کے لئے وہ آسانیاں کر دی گئیں کہ برسون کی راہیں دنوں میں طے ہونے لگیں۔ اور خبر رسانی کے وہ ذریعے پیدا ہوئے۔ کہ ہزاروں کوس کی خبریں چند منٹون میں آنے لگیں۔ ہر ایک قوم کی وہ کتابیں شائع ہوئیں۔ جو مخفی اور مستور تھیں ہر ایک چیز کے بہم پہنچانے کے لئے ایک سبب پیدا کیا گیا۔ کتابون کے لکھنے میں جو جو دقتین تھیں وہ چھاپہ خانون سے دفع اور دُور ہو گئیں۔ یہانتک کہ ایسی ایسی مشینین نکلی ہیں کہ اون کے ذریعہ سے دس دن میں کسی مضمون کو اس کثرت سے چھاپ سکتے ہیں کہ پہلے زمانون میں دس سال میں بھی وہ مضمون قید تحریر میں نہیں آ سکتا تھا۔ اور پھر ان کے شائع کرنے کے اس قدر حیرت انگیز سامان نکل آئے ہیں کہ ایک تحریر صرف چالیس دن میں تمام دنیا کی آبادی میں شائع ہو سکتی ہے۔ اور اس زمانے سے پہلے ایک شخص بشرطیکہ اس کی عمر بھی لمبی ہو سو برس تک بھی اس وسیع اشاعت پر قادر نہیں ہو سکتا تھا۔ پھر بعد اس کے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ فاتبع سببًا حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدھا تغرب فی عین حمئۃ و وجد عندھا قومًا۔ قلنا یا ذا القرنین امّا ان تعذب و امّا ان تتخذ فیہم حسنًا۔ قال اما من ظلم فسوف نعذّبہ ثم یردّ الی ربّہ فیعذبہ عذابًا نکرًا۔ و امّا من اٰمن و عمل صالحًا فلہ جزاءً ن الحسنیٰ۔ و سنقول لہ من امرنا یسرًا۔ یعنے جب ذوالقرنین کو جو مسیح موعود ہے ہر ایک طرح کے سامان دیئے جائیں گے۔ پس وہ ایک سامان کے پیچھے پڑیگا یعنے وہ مغربی ممالک کی اصلاح کے لئے کمر باندھے گا اور وہ دیکھیگا۔ کہ آفتاب صداقت اور حقانیت ایک کیچڑ کے چشمہ میں غروب ہو گیا۔ اور اس غلیظ چشمہ اور تاریکی کے پاس ایک قوم کو پائے گا۔ جو مغربی قوم کہلائے گی۔ یعنی مغربی ممالک میں عیسائیت کے مذہب والون کو نہایت تاریکی میں مشاہدہ کرے گا نہ اون کے مقابل پر آفتاب ہو گا جس سے وہ روشنی پا سکیں اور نہ اون کے پاس پانی ہو گا۔ جس کو وہ پیویں یعنی اون کی علمی اور عملی حالت نہایت خراب ہو گی۔ اور وہ روحانی روشنی اور روحانی پانی سے بے نصیب ہونگے۔ تب ہم ذوالقرنین یعنے مسیح موعود کو کہین گے کہ تیرے اختیار میں ہے چاہے تو اون کو عذاب دے یعنی عذاب نازل ہونے کے لئے بد دُعا کرے (جیسا کہ احادیث صحیحہ میں مروی ہے) یا اون کے ساتھ حسن سلوک کا شیوہ اختیار کرے۔ تب ذوالقرنین یعنی مسیح موعود جواب دیگا کہ ہم اُسی کو سزا دلانا چاہتے ہیں جو ظالم ہو وہ دنیا مین بھی ہماری بد دُعا سے سزا پائے

ہو گا۔ اور پھر آخرت مین سخت عذاب دیکھیگا۔ لیکن جو شخص سچائی سے منہ نہ پھیرے گا۔ اور نیک عمل کریگا اس کو نیک بدلہ دیا جائیگا۔ اور اس کو اونہیں کامون کی بجا آوری کا حکم ہو گا۔ جو سہل اور آسانی سے ہو سکتے ہیں۔ غرض یہ مسیح موعود کے حق میں پیشگوئی ہے کہ وہ ایسے وقت میں آئے گا جب کہ مغربی ممالک کے لوگ نہایت تاریکی میں پڑے ہون گے اور آفتاب صداقت اون کے سامنے سے بالکل ڈوب جائے گا۔ اور ایک گندے اور بدبودار چشمہ میں ڈوبیگا۔ یعنی بجائے سچائی کے بدبودار عقاید اور اعمال انمین پھیلے ہوئے ہون گے اور وہی اون کا پانی ہو گا۔ جس کو وہ پیتے ہونگے اور روشنی کا نام و نشان نہیں ہو گا تاریکی میں پڑے ہون گے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ یہی حالت عیسائی مذہب کی آجکل ہے جیسا کہ قرآن شریف نے ظاہر فرمایا ہے۔ اور عیسائیت کا بھاری مرکز ممالک مغربیہ ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ ثم اتبع سببًا۔ حتی اذا بلغ مطلع الشمس وجدھا تطلع علیٰ قوم لم نجعل لہم من دونہا سترًا۔ کذٰلک و قد احطنا بما لدیہ خبرًا۔ یعنے پھر ذوالقرنین جو مسیح موعود ہے۔ جس کو ہر ایک سامان عطا کیا جائیگا۔ ایک اور سامان کے پیچھے پڑے گا یعنی ممالک مشرقیہ کے لوگون کی حالت پر نظر ڈالیگا۔ اور وہ جگہ جس سے سچائی کا آفتاب نکلتا ہے اسکو ایسا پائیگا۔ کہ ایک ایسی نادان قوم پر آفتاب نکلا ہے۔ جن کے پاس دھوپ سے بچنے کے لئے کوئی بھی سامان نہین۔ یعنے وہ لوگ ظاہر پرستی اور افراط کی دھوپ سے جلتے ہونگے اور حقیقت سے بے خبر ہونگے۔ اور ذوالقرنین یعنے مسیح موعود کے پاس حقیقی راحت کا سامان سب کچھ ہو گا۔ جس کو ہم خوب جانتے ہین مگر وہ لوگ قبول نہین کرینگے۔ اور وہ لوگ افراط کی دھوپ سے بچنے کے لئے کچھ بھی پناہ نہین رکھتے ہونگے نہ گھر نہ سایہ دار درخت اور کپڑے جو گرمی سے بچا سکین اس لئے آفتاب صداقت جو طلوع کریگا۔ انکی ہلاکت کا موجب ہو جائے گا۔ یہ اون لوگون کے لئے ایک مثال ہے۔ جو آفتاب ہدایت کی روشنی تو ان کے سامنے موجود ہے۔ اور اس گروہ کی طرح نہین ہیں جن کا آفتاب غروب ہو چکا ہے۔ لیکن ان لوگون کو اس آفتاب ہدایت سے بجز اس کے کوئی فائدہ نہین کہ دھوپ سے ان کا چمڑا جل جائے اور رنگ سیاہ ہو جائے۔ اور آنکھون کی روشنی بھی جاتی رہے۔ اس تقسیم سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح موعود کا اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے کے لئے تین قسم کا دورہ ہو گا۔ اوّل اس قوم پر نظر ڈالیگا جو آفتاب صداقت کو کھو بیٹھے ہیں اور ایک تاریکی اور کیچڑ کے چشمے میں بیٹھے ہیں۔

اس جگہ خدا تعالیٰ کو یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ مسیح موعود کے وقت تین گروہ ہونگے ایک گروہ تفریط کی راہ لیگا جو روشنی کو بالکل کھو بیٹھے گا اور دوسرا گروہ افراط کی راہ اختیار کریگا جو تواضع اور انکسار اور فروتنی سے روشنی سے فائدہ نہیں اُٹھائیگا بلکہ خیرہ طبع ہو کر مقابلہ کرنے والے کی طرح روحانی دھوپ کے سامنے محض برہنہ ہونیکی حالت میں کھڑا ہو گا۔ مگر تیسرا گروہ میانہ حالت میں ہو گا وہ مسیح موعود سے چاہیں گے کہ کسی طرح یاجوج ماجوج کے حملون سے بچ جاوین۔ اور یاجوج ماجوج اجیج کے لفظ سے نکلا ہے۔ یعنی وہ قوم جو آگ کے استعمال کرنے میں ماہر ہیں۔

دوسرا دورہ اس کا ان لوگوں پر ہوگا جو ننگ دھڑنگ آفتاب کے سامنے بیٹھے ہیں۔ یعنے ادب سے اور حیا سے اور تواضع سے اور نیک ظن سے کام نہیں لیتے۔ نرے ظاہر پرست ہیں گویا آفتاب کے ساتھ لڑنا چاہتے ہیں سو وہ بھی فیض آفتاب سے بے نصیب ہیں اور انکو آفتاب سے بجز جلنے کے اور کوئی حصہ نہیں یہ ان مسلمانوں کیطرف اشارہ ہے جنمیں مسیح موعود ظاہر تو ہوا مگر وہ انکار اور مقابلہ سے پیش آئے۔ اور حیا اور ادب اور حسن ظن سے کام نہ لیا اس لئے سعادت سے محروم رہ گئے۔ بعد اسکے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:۔

ثم اتبع سبباً۔ حتی اذا بلغ بین السدین وجد من دونھما قوماً لا یکادون یفقھون قولا۔ قالوا یذا القرنین ان یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض فھل نجعل لک خرجاً علی ان تجعل بیننا وبینھم سداً۔ قال ما مکنی فیہ ربی خیر فاعینونی بقوۃ اجعل بینکم وبینھم ردماً۔ اٰتونی زبر الحدید حتی اذا ساوی بین الصدفین۔ قال انفخوا۔ حتی اذا جعلہٗ ناراً۔ قال اٰتونی افرغ علیہ قطراً فما اسطاعوا ان یظھروہ وما استطاعوا لہ نقباً۔ قال ھذا رحمۃ من ربی فاذا جاء وعد ربی جعلہٗ دکاء وکان وعد ربی حقاً۔ وترکنا بعضھم یومئذٍ یموج فی بعضٍ ونفخ فی الصور فجمعنٰھم جمعاً وعرضنا جھنم یومئذٍ للکٰفرین عرضاً۔ الذین کانت اعینھم فی غطاءٍ عن ذکری وکانوا لا یستطیعون سمعاً۔ افحسب الذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء۔ انا اعتدنا جھنم للکٰفرین نزلاً۔

پھر ذوالقرنین یعنے مسیح موعود ایک اور سامان کے پیچھے پڑے گا۔ اور جب وہ ایک ایسے موقعہ پر پہنچیگا۔ یعنی جب وہ ایک ایسا نازک زمانہ پائے گا۔ جس کو بین السدین کہنا چاہیئے یعنے دو پہاڑوں کے بیچ۔ مطلب یہ کہ ایسا وقت پائیگا۔ جبکہ دو طرفہ خوف میں لوگ پڑے ہوں گے۔ اور ضلالت کی طاقت حکومت کی طاقت کے ساتھ ملکر خوفناک نظارہ دکھائے گی۔ تو ان دونوں طاقتوں کے ایک قوم کو پائے گا۔ جو اُس کی بات کو مشکل سے سمجھیں گے یعنی غلط خیالات میں مبتلا ہوں گے۔ اور بباعث غلط اعتقاد مشکل سے اس ہدایت کو سمجھیں گے۔ جو وہ پیش کرے گا لیکن آخر کار سمجھ لیں گے اور ہدایت پالینگے اور یہ تیسری قوم ہے۔ جو مسیح موعود کی ہدایات سے فیضیاب ہوں گے۔ تب وہ اس کو کہینگے کہ اے ذوالقرنین یاجوج اور ماجوج نے زمین پر فساد مچا رکھا ہے۔ پس اگر آپ کی مرضی ہو۔ تو ہم آپ کے لئے چندہ جمع کر دیں تا آپ ہم میں اور انمیں کوئی روک بنا دیں وہ جواب میں کہیگا کہ جس بات پر خدا نے مجھے قدرت بخشی ہے وہ تمہارے چندوں سے بہتر ہے۔ ہاں اگر تم نے کچھ مدد کرنی ہو تو اپنی طاقت کے موافق کرو تا میں تم میں اور انمیں ایک دیوار کھینچ دوں یعنے ایسے طور پر انپر حجت کردوں کہ وہ کوئی طعن و تشنیع اور اعتراض کا تم پر حملہ نہ کر سکیں لوہے کی سلیں مجھے لادو تا آمد و رفت کی راہوں کو بند کیا جائے۔ یعنے اپنے تئیں میری تعلیم اور دلائل پر مضبوطی سے قائم کرو۔ اور پوری استقامت اختیار کرو۔ اور اس طرح خود لوہے کی سل بنکر مخالفانہ حملوں کو روکو اور پھر سلوں میں آگ پھونکو۔ جب تک کہ وہ خود آگ بن جائیں یعنے محبت الٰہی اس قدر اپنے اندر بھڑکاؤ کہ خود الٰہی رنگ اختیار کرو۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ خدائے تعالیٰ سے کمال محبت کی یہی علامت ہے کہ محب میں ظلی طور پر الٰہی صفات پیدا ہو جاویں۔ اور جب تک ایسا ظہور میں نہ آوے۔ تب تک دعوئے محبت جھوٹ ہے۔ محبت کاملہ کی مثال بعینہٖ لوہے کی وہ حالت ہے۔ جبکہ وہ آگ میں ڈالا جائے اور اس قدر آگ اس میں اثر کرے کہ وہ خود آگ بنجائے پس اگرچہ وہ اپنی اصلیت میں لوہا ہے آگ نہیں ہے مگر چونکہ آگ نہایت درجہ اُسپر غلبہ کر گئی ہے اس لئے آگ کے صفات اس سے ظاہر ہوتے ہیں وہ آگ کی طرح جلا سکتا ہے۔ آگ کی طرح اس میں روشنی ہے۔ پس محبت الٰہیہ کی حقیقت یہی ہے کہ انسان اس رنگ سے رنگین ہو جائے اور اگر اسلام اس حقیقت تک پہنچا نہ سکتا تو وہ کچھ چیز نہ تھا۔ لیکن اسلام اس حقیقت تک پہونچاتا ہے۔ اول انسان کو چاہیئے کہ لوہے کی طرح اپنی استقامت اور ایمانی مضبوطی میں بن جائے۔ کیونکہ اگر ایمانی حالت خس و خاشاک کی طرح ہے تو آگ اُس کو چھوتے ہی بھسم کر دے گی۔ پھر کیونکر وہ آگ کا مظہر بن سکتا ہے۔ افسوس بعض نادانوں نے عبودیت کے اس تعلق کو جو ربوبیت کے ساتھ ہے۔ جس سے ظلی طور پر صفات الٰہیہ بندہ میں پیدا ہوتے ہیں نہ سمجھ کر میری اس وحی من اللہ پر اعتراض کیا ہے کہ انما امرک اذا اردت شیئاً ان تقول لہ کن فیکون۔ یعنے تیری یہ بات ہے کہ جب تو ایک بات کو کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے یہ خدا تعالےٰ کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا یہ میری طرف سے نہیں ہے۔ اور اس کی تصدیق اکابر صوفیا اسلام کر چکے ہیں جیسا کہ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے بھی فتوح الغیب میں یہی لکھا ہے۔ اور عجیب تر یہ کہ سید عبد القادر جیلانی نے بھی یہی آیت پیش کی ہے۔ افسوس لوگوں نے صرف رسمی ایمان پر کفایت کر لی ہے اور پوری معرفت کی طلب ان کے نزدیک کفر ہے۔ اور یہی خیال کرتے ہیں کہ یہی ہمارے لئے کافی ہے۔ حالانکہ وہ کچھ بھی چیز نہیں اور اس سے منکر ہیں کہ کسی سے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا تعالےٰ کا مکالمہ مخاطبہ یقینی اور دائمی طور پر ہو سکتا ہے۔ ہاں اس قدر ان کا خیال ہے کہ دلوں میں القا تو ہوتا ہے۔ مگر نہیں معلوم کہ وہ القا شیطانی ہے یا رحمانی ہے اور نہیں سمجھتے کہ ایسے القا سے ایمانی حالت کو فایدہ کیا ہوا۔ اور کونسی ترقی ہوئی بلکہ ایسا القا تو ایک سخت ابتلا ہے جس میں معصیت کا اندیشہ یا ایمان جانے کا خطرہ ہے کیونکہ اگر ایسی مشتبہ وحی میں جو نہیں معلوم شیطان سے ہے یا رحمان سے ہے کسی کو تاکیدی حکم ہو کہ یہ کام کر۔ تو اگر اس نے وہ کام نہ کیا اس خیال سے کہ شاید یہ شیطان نے حکم دیا ہے اور دراصل وہ خدا کا حکم تھا تو یہ انحراف موجب معصیت ہوا۔ اور اگر اس حکم کو بجا لایا۔ اور اصل میں شیطان کی طرف سے وہ حکم تھا۔ تو اس سے ایمان گیا۔ پس ایسے الہام پانے والوں سے وہ لوگ اچھے رہے جو ایسے خطرناک الہامات سے جن میں شیطان بھی حصہ دار ہو سکتا ہے۔ محروم ہیں ایسے عقیدے کی حالت میں عقل بھی کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی۔ ممکن ہو کہ کوئی الہام الٰہی ایسا ہو جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی ماں کا تھا جس کی تعمیل میں اس کے بچہ کی جان خطرہ میں پڑتی تھی یا جیسا کہ خضر علیہ السلام کا الہام تھا۔ جس سے بظاہر حال ایک نفس زکیہ کا ناحق خون کیا اور چونکہ ایسے اُمور بظاہر شریعت کے برخلاف ہیں اسلئے شیطانی دخل کے احتمال سے کون انپر عمل کریگا اور بوجہ عدم تعمیل معصیت میں کریگا۔ اور ممکن ہے کہ شیطان لعین کوئی ایسا حکم دے کہ بظاہر شریعت کے مخالف معلوم نہ ہو اور دراصل بہت فتنہ اور تباہی کا موجب ہو یا پوشیدہ طور پر ایسے اُمور ہوں جو موجب سلب ایمان ہوں پس ایسے مکالمہ مخاطبہ سے فایدہ کیا ہوا ؛

پھر آیات متذکرہ بالا کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ذوالقرنین یعنی مسیح موعود اس قوم کو جو یاجوج ماجوج سے ڈرتی ہے کہے گا کہ مجھے تانبا لا دو کہ میں اسکو پگھلا کر اس دیوار پر انڈیل

دونگا۔ پھر بعد اس کے یاجوج ماجوج طاقت نہیں رکھیں گے کہ ایسی دیوار پر چڑھ سکیں یا اس میں سوراخ کر سکیں۔ یاد رہے کہ لوہا اگرچہ بہت دیر تک آگ میں رہ کر آگ کی صورت اختیار کر لیتا ہے مگر مشکل سے پگھلتا ہے مگر تانبا جلد پگھل جاتا ہے اور سالک کے لئے خدا تعالیٰ کی راہ میں پگھلنا بھی ضروری ہے۔ پس یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایسے مستعد دل اور نرم طبیعتیں لاؤ جو خدا تعالیٰ کے نشانوں کو دیکھ کر پگھل جائیں۔ کیونکہ سخت دلوں پر خدا تعالیٰ کے نشان کچھ اثر نہیں کرتے۔ لیکن انسان شیطانی حملے سے تب محفوظ ہوتا ہے کہ اول استقامت میں لوہے کی طرح ہو اور پھر وہ لوہا خدا تعالیٰ کی محبت کی آگ سے آگ کی صورت پکڑ لے اور پھر دل پگھل کر اس لوہے پر پڑے۔ اور اس کو منتشر اور پراگندہ ہونے سے تھام لے سلوک تمام ہونے کے لئے یہ تین ہی شرطیں ہیں جو شیطانی حملوں سے محفوظ رہنے کے لئے سد سکندری ہیں اور شیطانی روح اس دیوار پر چڑھ نہیں سکتی اور نہ اسمیں سوراخ کر سکتی ہے اور پھر فرمایا کہ یہ خدا کی رحمت سے ہوگا۔ اور اس کا ہاتھ یہ سب کچھ کریگا۔ انسانی منصوبوں کا اس میں دخل نہیں ہوگا۔ اور جب قیامت کے دن نزدیک آ جائیں گے تو پھر دوبارہ فتنہ برپا ہو جائیگا یہ خدا کا وعدہ ہے اور پھر فرمایا کہ ذوالقرنین کے زمانہ میں جو مسیح موعود ہے۔ ہر ایک قوم اپنے مذہب کی حمایت میں اٹھیگی اور جس طرح ایک موج دوسری موج پر پڑتی ہے ایک دوسرے پر حملہ کرینگے۔ اتنے میں آسمان پر کرنا پھونکی جائے گی یعنی آسمان کا خدا مسیح موعود کو مبعوث فرما کر ایک تیسری قوم پیدا کر دیگا۔ اور انکی مدد کے لئے بڑے بڑے نشان دکھلائیگا۔ یہاں تک کہ تمام سعید لوگوں کو ایک مذہب پر یعنی اسلام پر جمع کر دیگا اور وہ مسیح کی آواز سنیں گے اور اس کی طرف دوڑینگے۔ تب ایک ہی چوپان اور ایک ہی گلہ ہوگا اور وہ دن بڑے سخت ہوں گے۔ اور خدا ہیبت ناک نشانوں کے ساتھ اپنا چہرہ ظاہر کر دیگا اور جو لوگ کفر پر اصرار کرتے ہیں وہ اسی دنیا میں بباعث طرح طرح کی بلاؤں کو دوزخ کا منہ دیکھ لینگے۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کی آنکھیں میری کلام سے پردہ میں تھیں اور جن کے کان میرے حکم کو سن نہیں سکتے تھے کیا ان منکروں نے گمان کیا تھا کہ یہ امر سہل ہے کہ عاجز بندوں کو خدا بنا دیا جائے اور میں معطل ہو جاؤں اس لئے ہم انکی ضیافت کے لئے اسی دنیا میں جہنم کو نمودار کر دینگے یعنی بڑے بڑے ہولناک نشان ظاہر ہوں گے۔ اور یہ سب نشان اس کے مسیح موعود کی سچائی پر گواہی دینگے اس کریم کے فضل کو دیکھو کہ یہ انعامات اس مشت خاک پر ہیں جس کو مخالف کافر اور دجال کہتے ہیں"۔

پیارو! اگر تم مسلمان ہو تو فرمانبرداری کا حق ادا کرو۔ وہ شخص جس کی تصدیق صدہا پہلی اور موجودہ پیشگوئیوں نے کر دی ہے اسکو قبول کرو تا وہ برکتیں جو اس کے وسیلہ سے دنیا میں پھیلنے والی ہیں ان سے تم حصہ پاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا اس سے وعدہ ہے کہ الارض والسماء معک کما ھو معی۔ زمین و آسمان تیرے ساتھ ہیں۔ جیسا کہ میرے ساتھ ہیں اور وعدہ الٰہی ہے نصرت بالرعب۔ جو لوگ صدق دل سے اسے قبول کرتے ہیں خدا تعالےٰ انہیں رعب کرتا ہے۔ کہ کوئی مخالف اس کے سامنے کھڑا نہیں ہو سکتا۔ دیکھو "اگر اس زمانہ خداوند تعالیٰ ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ اور دنیا کے لوگ جو اپنے کفر اور خبث کی بیماری سے مجذوم کی طرح گداز ہو گئے ہیں وہ بجز اس آسمانی دوا کے جو حقیقت میں حق کے طالبوں کے لئے آب حیات تھی تندرستی حاصل نہیں کر سکتے تھے۔" خدائے ذوالجلال آفرینندۂ زمین و آسمان کا یہ حکم ہے کہ توبوا واصلحوا والی اللہ توجھوا وعلی اللہ توکلوا واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ۔

ایک پادری سے ملاقات

اب میں اس وعدہ نصرت بالرعب کا ایک نمونہ آپ کو سناتا ہوں حضرت مسیح موعود کے تعلق کے طفیل کوئی بڑے سے بڑا پادری ایک چھوٹے سے چھوٹے احمدی کے سامنے کھڑا نہیں ہو سکتا۔ میں اپنا ایک واقعہ مختصراً سناتا ہوں جو مجھے سفر سندھ میں پیش آیا۔ وہاں ہم ایک پادری ابی گیل نام صاحب کے ملنے گئے میرے رفیق سفر شیخ رحیم بخش صاحب نو مسلم واعظ میرے ساتھ تھے۔ ہمنے پادری صاحب کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا کہ توریت کتاب استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸ میں ظاہر ہے کہ جب موسےٰ اپنی قوم کی درخواست کے مطابق اسے جو رب پہاڑ پر لے گیا کہ خدا کی تجلی اسپر ہو تو اس تجلی کے سبب وہ قوم بہت ڈر گئی۔ اور انھوں نے خدا سے دعا مانگی۔ کہ " ایسا نہ ہو کہ میں خداوند اپنے خدا کی آواز پھر سنوں" قوم کی یہ دعا قبول ہوئی۔ اور اللہ تعالےٰ نے کہا کہ آیندہ ایسا نبی ان میں برپا نہ ہوگا بلکہ موسےٰ کو خطاب کیا کہ " میں اون کے لئے اون کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا۔ اور اپنا کلام اس کے موتھ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ میں اسے فرماؤنگا۔ وہ سب ان سے کہے گا اور ایسا ہوگا۔ کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لیکر کہے گا نہ سنیگا۔ تو میں اس کا حساب اس سے لونگا۔" ان آیات میں ایک ایسے نبی کے آنے کی پیشگوئی کی گئی ہے۔

(۱) جس کے ذریعہ سے بنی اسرائیل خدا کا آواز نہ سنیں۔

(۲) وہ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہو۔

(۳) وہ موسےٰ کی مانند صاحب شریعت اور مخالفوں سے جہاد کرنے والا۔ اپنی زندگی میں کامیاب ہونے والا۔ ظاہری اور روحانی بادشاہ ہو۔

(۴) خدا کی وحی اسپر نازل ہو۔ اور وہ صرف وحی الٰہی حکم سے کرے۔

(۵) اس کے مخالفوں پر عذاب نازل ہو۔

(۶) اگر کوئی مدعی اس قسم کا ہوگا تو قتل کیا جائے گا۔

اب ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ کے بعد سوائے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی پر یہ بات صادق نہیں آتی۔

بعض عیسائی صاحبان کہتے ہیں کہ اس نبی سے مراد حضرت عیسیٰ تھے مگر بوجوہات ذیل یہ نبوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر صادق نہیں آتی۔

(۱) حضرت عیسیٰ خود اسرائیلی تھے پس خدا کی آواز اسرائیلیوں نے سنی۔

(۲) حضرت عیسیٰ کا شجرہ نسب خود عیسائیوں نے بنی اسرائیل میں رکھا ہے۔ اور آنے والا نبی اسرائیل کے بھائیوں میں اسمٰعیل میں سے چاہیئے۔

(۳) حضرت عیسےٰ حضرت موسےٰ کے مثیل نہ تھے بلکہ موسوی شریعت کے خادم تھے۔ لیکن حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خود صاحب شریعت تھے۔ پھر حضرت عیسیٰ میں موسیٰ کی طرح جلالی رنگ نہ تھا وہ دشمنوں پر فاتح نہ ہوئے۔ لیکن حضرت خاتم النبیین علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام حضرت موسےٰ کی مانند جلالی رنگ میں نمودار ہوئے انکے دشمن ان کے سامنے ہلاک ہوئے وہ موسیٰ کی مانند ظاہری و روحانی بادشاہ بنے۔

(۴) عیسائی لوگ تو حضرت عیسیٰ کو خود خدا ہی مانتے ہیں پر خدا نے انکے منہ میں اپنا کلام ڈالنا تھا۔ کیا خدا اس بات کی احتیاج رکھتا ہے کہ کوئی خدا اس کے موتھ میں کلام ڈالے لیکن حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مانند موسیٰ نبی کے صاحب وحی تھے۔ اور اسی پیشگوئی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً۔

(۵) حضرت عیسیٰ پر کوئی شریعت نازل نہیں ہوئی۔ لیکن حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم مانند موسےٰ نبی صاحب شریعت تھے ؛

(۶) اس پیشگوئی میں لکھا ہے کہ جو کچھ میں اُسے فرماؤنگا وہ سب ان سے کہے گا۔ انجیل مروجہ سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ نے کہا کہ میں سب باتیں تم کو نہیں بتلا سکتا۔ لیکن حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو کلام نازل ہوا وہ مکمل ہوا۔ اور خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ پاک خطاب ہوا۔ کہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا دین کامل ہو گیا ہے۔ کوئی بات باقی رہ نہ گئی۔

(۷) اس پیشگوئی میں جھوٹے کے واسطے قتل کا وعدہ ہے اور بقول عیسائیوں کے یسوع قتل ہو گیا۔ لیکن حضرت رسول کریم خاتم النبیین۔ باوجود مخالفوں کے بڑے بڑے حملوں کے زندہ رہے اور واللہ یعصمک من الناس کا نشان پورا ہوا۔

بائیبل میں آنحضرت کے متعلق پیشگوئی

چونکہ اکثر تراجم میں ان آیات کے متعلق غلطی کی جاتی ہے اس واسطے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ اصل الفاظ پیشگوئی کے عبرانی زبان میں بمعہ ترجمہ وتشریح لفظ بیت لکھ دیئے جائیں:۔

استثنا باب ۱۸۔ آیت ۱۸۔۲۰

נביא אקים להם מקרב אחיהם כמוך
نابیا آقیم لاھیم مقریب احیھم کاموک
ایک نبی میں مبعوث کرونگا ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تیری مانند

ונתתי דברי בפיו ודבר אליהם את
ونانتی دبارای بفی ودبتر الیھیم ایت
اور میں دونگا اپنا کلام اس کے مونھ میں اور وہ سنائے گا انھیں

כל אשר אצונו והיה האיש אשר
کول اشئیر اصوّینو وھایاہ ھاایش اشیر
تمام جو کچھ کہ میں اسے کہونگا اور ایسا ہوگا کہ وہ انسان جو

לא ישמע אל דברי אשר ידבר בשמי
لویشمع ال دبرے اشیر یدبّیر بیشمے
نہ سُنے گا ان باتوں کو جو وہ کہے گا میرے نام سے

אנכי אדרש מעמו אך הנביא אשר
انوکی ایدروش مےعمّو اك ھنابیا اشیر
میں اس کا حساب اس سے لونگا لیکن وہ نبی جو

יזיד לדבר דבר בשמי את אשר לא צויתיו
یازییں لدابّیر دابار بشمی ایت اشیر لوصوی تی
ایسی شرارت کرے کہ کوئی کلام میرے نام سے کہے جو کہ میں نے اسے حکم نہیں دیا

לדבר ואשר ידבר בשם אלהים אחרים ומת
لدبّیر واشیر یدبّیر بشیم الوھیم احریم ومیت
کہ لوگوں کو سُنانا اور وہ جو کلام کرے دوسرے معبودوں کے نام پر وہ نبی

ان باتوں کے علاوہ بہت قابل غور یہ امر ہے کہ اناجیل مروجہ میں یسوع کے واقعہ صلیب اور بقول یسوعی صاحبان اس کے مرجانے اور پھر آسمان پر چلا جانے کے بعد یسوع کا پہلا حواری جو پطرس کتاب اعمال کے باب ۳ میں صاف لکھتا ہے۔ "وہ ضرور ہے

ומת הנביא ההוא
ھنابیا ھھو
مر جائے گا ؛

لفظ ומת میت جس کا ترجمہ اُردو بائبل میں پادریوں نے قتل کیا جائے کیا ہے۔ یہ ترجمہ بالکل غلط ہے۔ عبرانی لفظ מת میت اصل میں صیغہ ماضی میں ہے۔ اور اس کے معنے ہیں مرگیا ہے یا مرا ہوا ہے اس کی مثالیں عبرانی بائبل میں نہایت کثرت سے ہیں۔ جن میں سے چند ایک بطور نمونہ کے یہاں لکھی جاتی ہیں۔ پیدایش باب ۵۰ آیت ۱۵۔ جب یوسف کے بھائیوں نے دیکھا (כי מת אביהם کی میت ابی ھم) کہ ان کا باپ مرگیا ہے۔ تو انھوں نے کہا کہ یوسف شاید ہم سے نفرت کرے گا۔ استثنا باب ۱۰۔ آیت ۶۔ تب بنی اسرائیل نے بیرات بنی یا کان سے موسیرہ کو کوچ کیا۔ (שם מת אהרן ۔ شام میت احرون) وہاں اردن کا انتقال ہوا اور وہیں گاڑا گیا۔

۱۔ سلاطین۔ باب ۳۔ آیت ۲۱۔ اور جب میں صبح کو اٹھی۔ کہ بچے کو دُودھ دوں تو (והנה מת ۔ وھنیہ میت) دیکھو وہ مرا پڑا تھا۔

۱۔ تواریخ باب ۱۰۔ آیت ۵۔ جب اس کے زرہ بردار نے دیکھا۔ (כי מת שאול کی میت شاؤل) کہ ساؤل مرگیا ہے۔

ایسا ہی کثرت سے اس قسم کی مثالیں موجود ہیں۔ جن میں لفظ מת کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ مرگیا ہے۔ مرا ہوا ہے۔ لیکن پیشگوئی کے طور پر جہاں کہ خدا کے کلام میں کسی کو کہا جاتا ہے کہ وہ ضرور مرجائے گا تو وہاں بھی یہ لفظ بدل کر ماضی سے استقبال کا کام لیتے ہیں۔ یعنی وہ موت اگر وقوع میں نہیں آئی تاہم اس کا واقعہ ہونا ایسا یقینی ہے کہ گویا وہ مرگیا ہے یا مرا ہوا ہے۔ اور اس قسم کے محاورے ہر زبان میں ہوتے ہیں۔ عبرانی بائبل میں اور بھی کئی جگہ اس طرح سے کہا گیا ہے۔ مثلاً

۲۔ سلاطین باب ۲۰ آیت ۱۔ انہی دنوں میں حزقیاہ کو موت کی بیماری ہوئی تب اموص کا بیٹا یسعیا اس پاس آیا اور اُسے کہا کہ :۔ خداوند یوں فرماتا ہے تو اپنے گھر کی بابت وصیت کر (כי מת אתה ולא תחיה ۔ کی میت اتاہ ولو تحی یاہ) کیونکہ تو مرجائے گا اور نہیں جیئے گا۔ دیکھو اسی لفظ میت کے معنے جو کہ استثنا ۱۸۔ ۱۸ میں آیا ہے

کہ آسمان یسوع کو لئے رہے۔ اس وقت تک کہ سب چیزین جن کا ذکر خدا نے اپنے سب پاک نبیون کی زبانی شروع سے کیا اپنی حالت پر آوین کیونکہ موسیٰ نے باپ دادون سے کہا کہ خداوند جو تمہارا خدا ہے۔ تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے ایک نبی میری مانند اٹھا دے گا۔ جو کچھ وہ تمہین کہے اس کی سب سنو اور ایسا ہو گا کہ ہر نفس جو اس نبی کی نہ سُنے وہ قوم میں سے نیست ہو گا بلکہ سب نبیون نے سموئیل سے لیکر پچھلوں تک جتنوں نے کلام کیا۔ ان دنون کی خبر دی ہے۔ تم نبیون کی اولاد اور اس کے عہد کے ہو۔ جو خدا نے باپ دادون سے باندھا ہے۔ جب ابراہام سے کہا کہ تیری اولاد سے دنیا کے سارے گھرانے برکت پاوینگے۔ تمہارے پاس خدا نے اپنے بیٹے یسوع کو اٹھا کے پہلے بھیجا کہ تم میں سے ہر ایک کو اس کی بدیون سے پھیر کے برکت دے۔"

سُبحان اللہ! یہ حضرت سرور انبیاء کا معجزہ ہے کہ باوجودیکہ انجیل اور توریت پر تحریف و تبدیل و تغیر و تراجم کے بہت سے دور گذرے۔ مگر پھر بھی بعض صداقت کی باتیں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے خدام اور غلام انبیاء اور اولیاءُ کے متعلق اب تک باقی پائے جاتے ہین اور اصل عبرانی کے پڑھنے سے وہ پورے طور پر واضح ہوتے ہیں۔ بائبل میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام صفائی سے موجود ہے مسیح موعود کی تاریخ موجود ہے اور بہت سی پیشگوئیاں صداقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں۔ اُن سب کی تفصیل کا وقت نہیں۔ مختصراً یہ پیش گوئی توریت اور انجیل سے بیان کی گئی ہے۔ یسوع کے واقعہ صلیب کے بعد خود پطرس ان نبی کے آنے کا منتظر ہے اور اس وقت ابراہیم کے وعدے کو یاد دلاتا ہے نہ کہ اسرائیل کے وعدے کو جس سے پطرس کا منشاء ظاہر ہے کہ آئندہ اسحٰق کی اولاد سے نہ ہو گا بلکہ اسمٰعیل کی اولاد سے ہو گا اور کہ یسوع اس سے پہلے آیا ہے تاکہ لوگون کو اس کی طرف پھیرے۔

یہان مرجائے گا کے معنے کئے گئے ہیں۔
خروج باب ۱۱۔ آیت ۵ (ומת כל בכור בארץ מצרים ومیت کول بکور بارض مصرائم) اور زمین مصر میں سارے پلوٹھے مرجائیں گے۔

اسلاطین ۱۴-۱۲۔ اور جب تیرا قدم شہر میں داخل ہو گا تو (ומת הילד میت ھالید) وہ بچہ مرجائیگا۔

یرمیاہ - ۲۸ - ۱۵
تب یرمیاہ نبی نے حنیاہ نبی سے کہا کہ اے حنیاہ اب سُن خداوند نے تجھے نہیں بھیجا پر تو اس قوم کو جھوٹ کہہ کہہ کے امیدوار کرتا ہے اسلئے خداوند یوں کہتا ہے کہ دیکھ مین تجھے رُوئے زمین پر سے خارج کرونگا۔ (השנה אתה מת هشانا اتا میت) تو اسی سال میں مریگا ...... چنانچہ اسی سال ساتویں مہینے حنیاہ نبی مرگیا۔

یہ اصل شناخت انبیاء کا ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔ جھوٹے الہام بنانے والے کو کبھی لمبی مہلت نہیں ملتی۔ یہی سنت قدیم سے چلی آتی ہے۔
منہ

غرض یہ سوال پادری ابی گیل صاحب پر کیا گیا۔ اور اس کے متعلق سوال وجواب ہوتے رہے پادری صاحب کہتے تھے کہ یہ مسیح کے متعلق ہے مگر اپنی بات پر کوئی دلیل نہ لا سکے۔ اور آخر تنگ آکر فرمانے لگے کہ اچھا میرا امتحان ہو چکا۔ میں پاس ہُوا یا فیل۔ فیل ہی ہُوا۔
مینے عرض کی کہ مین آپکا امتحان لینے نہیں آیا اور پاس فیل کرنا تو اسی کے اختیار میں ہے میں تو ایک عاجز انسان ہون آپ سے کلام کے متعلق کچھ سمجھنا چاہتا تھا سو آپ نہیں سمجھا سکتے تو ہم جاتے ہیں۔
اِسپر پادری صاحب بہت جھنجھلائے اور فرمانے لگے کہ میں نہیں سمجھ سکتا؟ تمہیں کوئی پادری نہیں سمجھا سکتا۔"
غرض ہم الہام پاک نصرت بالرعب کا ایک نمونہ دیکھ کر چلے آئے۔

خلاصہ کلام یہ ہے:۔ کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ جو نام کے مُسلمان ہیں حقیقتاً مُسلمان بن جائیں "مُسلمان را مُسلمان باز کردند" کی پاک وحی اسی طرف بُلا رہی ہے۔ جب یہ بات تم کو حاصل ہو جائے۔ اور خدا تعالےٰ کے تمام مامورین کو تم مان لو اور مسیح موعود پر ایمان لاؤ تاکہ پہلی اور پچھلی برکتون کے تم وارث ٹھہرو۔ نیک کاموں میں ساعی رہو۔ اپنے بھائیون کو صبر کی تلقین کرو۔ صبر تحمل اور بُردباری سے خود سچے مُسلمان بن کر دوسری قوموں کو مُسلمان بنانے کی کوشش کرو۔ اسی میں تمہاری ترقی کا سارا راز نہان ہے۔ جب تک تم خدا کے مامور نبی مُرسل اور اُسکے تازہ نشانات پر ایمان نہ لاؤ۔ تب تک اعمال صالح کی توفیق نہیں اور جب تک اعمال صالح کی توفیق نہ ہو۔ تم اورون کے واسطے نیک نمونہ ہو کر انہین دین مقدس میں داخل نہیں کر سکتے اور جب تک تم دین اسلام کو دنیا میں پھیلاؤ تمہیں کوئی برکت نہیں مل سکتی۔ اسی نے اسلام کو بڑھایا۔ اسی کے نہ ہونے نے مسلمانون کو گرایا۔ اور پھر اسی کو اختیار کر کے تم ترقی پکڑ سکتے ہو۔

یہ صادق کی فقیرانہ صدا ہے اسکو قبول کرو کہ تمہارا بھلا ہو۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

(کتبہ محمد حسین کاتب)